ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org

44

21 تا 27 ذوالقعدہ 1430ھ/ 10 تا 16 نومبر 2009ء

خزانۂ سعادت لٹنے کے لیے کُھل چکا

”موجودہ وقت اور اُس کی تاریکیوں کو دیکھو، اور پھر ہر طرف روشنی اور روشنی دکھلانے والوں کی نایابی پر ماتم کرو۔ خدمت گزاروں کی پکار اور ہر طرف مزدوروں کی ڈھونڈھ ہے، مگر مزدور کہیں نہیں ملتے۔ آج ایک مٹی کے ٹوکرے اور گری ہوئی دیوار پر ایک اینٹ رکھ دینے کے معاوضے میں اشرفیوں اور ہیروں کی قیمت مل رہی ہے، کیونکہ کام کرنے والے جتنے کم ہوں گے، اتنی ہی کام کی مزدوری بھی بڑھ جائے گی۔ خزانۂ سعادت لٹنے کے لیے کُھل چکا اور شرف و مراتب کا دروازہ ہر رہرو کے لیے باز۔ کون ہے جو اُس کے خزانوں کو لوٹتا اور اس دولت و کامرانی سے مالا مال ہوتا ہے، جس کے لیے نہیں معلوم، اچھے وقتوں میں کیسے کیسے اربابِ طلب بے قراریوں کے آنسو بہا چکے ہیں اور آرزوؤں سے بھری ہوئی دعائیں مانگ چکے ہیں!“

تذکرہ
مولانا ابوالکلام آزاد

اس شمارے میں

ہم سب زرداری ہیں؟

اصل دہشت گرد اور حقیقی دہشت گردی؟

آخری ہچکی

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے امیر انجینئر نوید احمد سے انٹرویو

اسلام اور قومی ریاست

صلیبی جنگوں سے دہشت گردی تک

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الہدیٰ (395)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ الاعراف

(آیات 193تا196)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ
اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾
اِنَّ وَلِيِّ ۦ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ښ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾﴾

”اگر تم اُن کو سیدھے رستے کی طرف بلاؤ تو تمہارا کہا نہ مانیں۔ تمہارے لئے برابر ہی ہے کہ تم اُن کو بلاؤ یا چپکے ہو رہو۔ (مشرکو) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں۔ (اچھا) تم اُن کو پکارو اگر سچے ہو تو چاہئے کہ وہ تم کو جواب بھی دیں۔ بھلا اُن کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سنیں؟ کہہ دو کہ اپنے شریکوں کو بلا لو اور میرے بارے میں (جو) تدبیر (کرنی ہو) کرلو اور مجھے کچھ مہلت بھی نہ دو (پھر دیکھو کہ وہ میرا کیا کر سکتے ہیں)۔ میرا مددگار تو اللہ ہی ہے جس نے کتاب (برحق) نازل کی۔ اور نیک لوگوں کا وہی دوست دار ہے۔“

اور پکارو ان کو اور پھر دیکھو تمہیں ان کی طرف سے کوئی جواب آتا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو تمہیں ان کی طرف سے کوئی جواب ملنا چاہیے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ تمہارے لئے برابر ہے، خواہ تم انہیں پکارو یا خاموش رہو۔ قرآن مجید ہی میں ہے کہ جنہیں تم پکار رہے ہو خواہ وہ دیوی یا دیوتا ہوں، فرشتے ہوں یا اولیاء اللہ، وہ سب بھی تمہاری طرح بندے ہیں۔ یہ جن کو تم پکارتے ہو وہ تو روزِ جزا کہہ دیں گے کہ ہم تو بے خبر ہیں اس بات سے کہ یہ ہمیں پکارتے تھے اور ہم سے مانگتے تھے، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ کہتے تھے۔ ہمیں کیا پتا کہ تم نے ہمارے ساتھ کیا کیا حماقتیں کیں، ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔

یہاں بتوں کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ کیا ان کے پاؤں ہیں۔ ہاں تم نے تو ان کے پاؤں بنا دیے ہیں لیکن کیا یہ ان پاؤں پر چلتے بھی ہیں؟ تم نے ان کے ہاتھ بھی بنا دیے، لیکن کیا یہ ان ہاتھوں سے پکڑ بھی سکتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں ہیں جن سے یہ دیکھتے ہوں؟ یا ان کے کان ہیں جن سے سنتے ہیں؟ اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے شریکوں کو پکار کر دیکھو اور پھر جو چالیں میرے خلاف تم چل سکتے ہو چل لو، جو بھی اقدام کر سکتے ہو کرلو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے ساتھ نرمی کرو یا مجھے مہلت دو۔ اپنے سارے معبودوں کو پکار کر، جو بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو۔ میرا ولی، میرا پشت پناہ، میرا مددگار، میرا حمایتی، میری حفاظت کرنے والا وہ اللہ ہے جس نے یہ کتاب مجھ پر نازل کی ہے اور وہی اپنے صالح نیکوکار بندوں کا پشت پناہ اور مددگار رہے۔

فرمان نبوی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اچھے اور بُرے خواب

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِہٖ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ، وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَہُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ، وَلْیَتْفُلْ ثَلَاثًا، وَلَا یُحَدِّثْ بِھَا اَحَدًا، فَاِنَّھَا لَنْ تَضُرَّہٗ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور برے خواب شیطان کی جانب سے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس کو صرف اس شخص کے سامنے بیان کرے، جس کو وہ اچھا جانتا ہے۔ اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس ناپسندیدہ خواب کے شر اور شیطان کے شر سے پناہ طلب کرے اور تین بار بائیں جانب تھوکے، کسی کے سامنے اس کو بیان نہ کرے، بلاشبہ برا خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم سب زرداری ہیں؟

مقولے اور محاورے انسانی زندگیوں کے نچوڑ ہوتے ہیں اور اجتماعی دانش کا اظہار ہوتے ہیں۔ یہ ضرب الامثال علاقائی بنیادوں پر حالات اور ماحول کی بنیاد پر بھی وجود میں آتے ہیں اور یونیورسل بھی ہوتے ہیں، اور معاشرہ بلاتفریق اِنہیں قبول کرلیتا ہے اور اگر کسی الہامی کتاب یا دینی شخصیات کی کسی بھی انداز کی تائید مل جائے تو یہ عوام کے ایمان کا جز بن جاتے ہیں۔ ایک پرانا مقولہ ہے کہ انسان اور معاشرے غلطیوں کے ارتکاب کرنے سے تباہ نہیں ہوتے بلکہ غلطیوں پر اصرار کرنے سے تباہ ہوتے ہیں۔ انسان کی فطرت، جبلت اور ہیت کا مشاہدہ کیا جائے تو یہ مقولہ بڑا معقول نظر آتا ہے۔ انسان کے ظاہر اور باطن پر نسیان کا غلبہ ہے لیکن خالق کائنات نے اِسے عقل، شعور اور تجزیہ کی صلاحیت بھی عطا کی ہے اور فیصلہ کرنے کی آزادی بھی دی ہے۔ لہٰذا اس دنیا کا پہیہ چلائے رکھنے کی یہی بہترین اور مکمل عملی صورت تھی کہ معافی اور تلافی کا موقع بھی فراہم کیا جائے اور کوئی آخری حد بھی قائم کی جائے۔ آج ہم پاکستان میں فرد، معاشرے اور ریاست کی سطح پر اس مقولے کی زد میں ہیں۔ ہم غلطیوں کا ارتکاب کیے جا رہے ہیں لیکن لوٹنے اور پلٹنے کی راہ نہیں پا رہے یا نہیں پانا چاہتے۔ لِلّٰہیت، روحانیت، اور آخرت کا تصور تو مغرب میں دجالی فتنے نے تہذیبِ نو کا لبادہ اوڑھ کر کب کا ختم کردیا ہوا ہے۔ اب اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی روشن خیالی، اعتدال پسندی اور لبرل سوچ جیسی خوبصورت اصطلاحات وضع کرکے مذکورہ تصور سے جان چھڑانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مزید برآں یہ کہ جہاد وقتال کی قبر کھود کر صوفی ازم کی چادر چڑھا دی جائے تاکہ اسلام پسندے بھی خوش و خرم رہیں اور گلشن کا کاروبار بھی چلتا رہے۔

غلطیوں پر اصرار کے حوالہ سے ہم شخصی مثال قارئین کے سامنے صدر آصف علی زرداری کی لائیں گے، کیونکہ آج کل وہ اس حوالہ سے زبانِ خلق پر عام ہیں۔ مسئلہ ججوں کی بحالی کا ہو یا این آر او کا، زرداری صاحب سو جوتوں کے ساتھ سو پیاز کا اہتمام باقاعدگی سے کر رہے ہیں۔ وہ بڑی آن بان شان کے ساتھ جمہوری طریقے سے صدر منتخب ہوئے، لیکن جس حالت کو ڈکٹیٹر پرویز مشرف 8 سال بعد پہنچا تھا، وہ ہائی جمپ لگا کر ایک سال میں ہی غیر مقبولیت اور ناپسندیدگی کے اُس مقام تک پہنچ گئے ہیں، لیکن سترھویں ترمیم کا مسئلہ ہو یا لاپتہ افراد کی گمشدگی کا وہ وہی انداز اپنا رہے ہیں کہ مجھے دیوار سے لگا کر یا زمین پر پٹخ کر اور ذلیل ورسوا کرکے جو چاہو کرا لو، سیدھی اُنگلیوں گھی نکلے یہ اُن کی لغت میں نہیں ہے۔ اُنہیں دوستوں دشمنوں سب نے سمجھایا اور بجھایا کہ کرپشن کا اتنا تسلسل نہیں چلے گا اور اُت خدا داویر ہوتا ہے لیکن وہ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست کا نعرہ لگا کر کرپشن کے ''بحرِ غلاظت'' میں ڈوبے جا رہے ہیں۔

آصف زرداری کے بارے میں ڈھٹائی اور غلطیوں کے اصرار کے حوالہ سے اور بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن یہاں ذرا رکیے! چلتی زبانوں اور پھسلتے قلم کو بریک لگائیں۔ آیئے، ذرا ہمت کرکے اپنے گریبان میں جھانکیں، ہمیں ایک چھوٹا سا آصف زرداری نظر آئے گا۔ جی ہاں ہم میں اکثریت کے اندر ایک آصف زرداری چھپا بیٹھا ہے اور بحیثیت قوم ہم غلطیوں کے ارتکاب اور اِن پر اصرار کرتے چلے آرہے ہیں۔ کوئی خود احتسابی کے لیے تیار نہیں، فرد نہ معاشرہ نہ ریاست، پھر سب کا مقدر یکساں کیوں نہ ہوگا؟ ہمارا اولین گناہ یہ تھا کہ ہم نے وطن کی بنیاد پر قومیت کی کامل نفی کرکے ہندوستان کو کاٹ کر پاکستان معرضِ وجود میں لائے تھے، لیکن پھر اُسی نظریہ کی نفی کرتے ہوئے پاکستانی قومیت کا واویلا کرنے لگے۔ ہم نے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی دھمکی پر قراردادِ مقاصد منظور تو کرلی لیکن اُسے کبھی operative نہ ہونے دیا۔ سیاست دانوں نے اسلام کو اقتدار کے لیے (باقی صفحہ 17 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

جلد 18
21 تا 27 ذوالقعدہ 1430ھ
10 تا 16 نومبر 2009ء
شمارہ 44

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امیرِ تنظیم اسلامی کا پیغام ..... رفقائے تنظیم کے نام

تنظیم اسلامی کا یہ کُل پاکستان اجتماع پہلی بار شہر بہاولپور کے مضافات میں دریائے ستلج کی گزرگاہ سے ملحق ایک کھلے میدان میں منعقد ہو رہا ہے۔

گزشتہ آٹھ دس سالوں سے سالانہ اجتماع کا انعقاد لاہور سے شمال کی طرف قریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر جی ٹی روڈ پر واقع ایک قصبے سادھوکی کے مضافات میں چھ سات ایکڑ پر مشتمل ایک پرائیویٹ فارم (فردوسی فارم) میں ہوتا رہا۔ بانی تنظیم اسلامی کے چھوٹے بھائی اور ندائے خلافت کے بانی، اقتدار احمد مرحوم کا یہ ملکیتی فارم، مرحوم کے بیٹوں نے تنظیم اسلامی کے لئے وقف کر دیا تھا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ گزشتہ چند سالوں میں بحمد اللہ تنظیم اسلامی کے رفقاء کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ چنانچہ گزشتہ دو سالوں سے کسی وسیع تر قطعہ اراضی کی ضرورت کا احساس شدت کے ساتھ سامنے آتا رہا۔ جس کے نتیجے میں بالآخر بہاولپور کے نزدیک یہ وسیع قطعہ اراضی اس خیال سے خرید لیا گیا کہ پاکستان کے طول و عرض کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو یہ علاقہ پاکستان کا مرکز قرار پاتا ہے اور ذرائع رسل و رسائل کے لحاظ سے بھی نہایت موزوں ہے — میں اپنے تمام واجب الاحترام رفقاء و احباب کو اس اجتماع میں تشریف آوری پر اپنی جانب سے اور مرکزی ذمہ داران تنظیم کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ اَھْلاً وَّ سَھْلاً!

یہ اجتماع دراصل ان بندگانِ خدا کا اجتماع ہے جو "یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ" کے جذبے سے سرشار، ربّ کی رضا جوئی اور اخروی نجات و فلاح کی خاطر اپنی دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا عزم لے کر، اللہ سے تجدید عہد وفا کر کے شریکِ قافلۂ تنظیم ہوئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اپنے وجود پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ملک و قوم اور ریاست و حکومت کی سطح پر بھی اللہ کی حاکمیت کے نظام کو قائم کرنے کی جہد مسلسل کرنا، اور اس راہ میں حائل باطل نظریات، باطل نظام اور باطل قوتوں سے ہر سطح پر پنجہ آزمائی کرنا ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا اور نہایت اہم دینی فریضہ ہے۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کا امتحان پاس کرنے کے لئے ان تمام مراحل سے عزم و ہمت کے ساتھ گزرنا اور اس راہ کی مشکلات و تکالیف پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا ناگزیر ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

یہ اجتماع، تاریخ کے ایک ایسے نازک موڑ پر منعقد ہو رہا ہے جب ابلیسی اور دجالی قوتیں اسلام کو مٹانے اور ملک خداداد پاکستان کے حصے بخرے کرنے پر تلی ہوئی ہیں اور اپنے ناپاک ایجنڈے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بھرپور طور پر سرگرم عمل ہیں۔ نائن الیون کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی قیادت میں عالمی صلیبی جنگ کا ہراول دستہ بن کر ہم نے بحیثیت قوم جس جرم عظیم کا ارتکاب کیا تھا اس کے خوفناک نتائج و عواقب اب ہمارے سامنے ہیں۔ افغانستان میں امریکہ نے ہمارے تعاون سے جنگ کی جو آگ بھڑکائی تھی وہ اب پاکستان کے دامن تک آ پہنچی ہے! اور اس کے پیرہن کو خاکستر کئے دے رہی ہے۔ امریکہ کے غلام اور اس کے در کے بھکاری بن کر ہم نے امریکہ کے دباؤ کے تحت ہر وہ کام کیا ہے جو ہمارے جسد ملی کو کمزور کرنے، عوام اور فوج کے درمیان نفرت کی خلیج حائل کر کے ملک و قوم کا شیرازہ بکھیرنے کا موجب بن سکتا ہو۔ تخریب کاروں کی بیخ کنی کی آڑ میں بعض ناپسندیدہ عناصر کے ساتھ ساتھ اپنے ہی نہتے شہریوں، بے گناہ عوام اور دین و شریعت کے وفاداروں کو خاک و خون میں غلطاں کر کے گویا امریکی آستانے پر بے گناہوں کے خون کا نذرانہ پیش کر کے ہم نہ صرف ملک کو خانہ جنگی کی طرف بڑی کامیابی کے ساتھ دھکیل رہے ہیں بلکہ اپنے ازلی دشمن بھارت کے لئے بھی موقع فراہم کر رہے ہیں کہ وہ ہماری اس داخلی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر مسلمانان برصغیر سے اپنی ہزار سالہ غلامی کا بدلہ چکائے۔ چنانچہ آج پاکستان کے دشمن خوشی کے شادیانے بجا رہے ہیں کہ پاکستان کو حصے بخرے کرنے کے ناپاک عزائم کی تکمیل کا وقت انہیں اب بہت قریب دکھائی دینے لگا ہے۔

بچاؤ کا واحد راستہ وہی ہے جس کی طرف تنظیم اسلامی گزشتہ ثلث صدی سے قوم کو متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے یعنی اجتماعی توبہ، قومی سطح پر قبلے کی درستگی اور غلبہ و اقامت دین کی اجتماعی جدوجہد کی طرف قوم کے ایک قابل ذکر حصے کا متوجہ ہونا تا کہ ہم رب کی رحمت و نصرت کے امیدوار بن سکیں۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ ہم اپنی کوششوں کو تیز کریں، اللہ سے گڑگڑا کر عفو و عافیت اور ملک و قوم کی سلامتی کی دعائیں مانگیں اور قوم کو جگانے کی خاطر دعوت کے عمل کو بھرپور طور پر آگے بڑھائیں اور اس سالانہ اجتماع میں شرکت کے خداداد موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے "اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں" کے سے جذبے کے ساتھ دین کی شہادت و اقامت کے اس مبارک کام کو تیز تر کرنے کی خاطر اک ولولۂ تازہ لے کر اجتماع گاہ سے رخصت ہوں۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِھٰذَا (آمین یا ربّ العالمین)

احقر **عاکف سعید** عفی عنہ

وزیرستان میں فوجی آپریشن سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان ہو سکتا ہے۔ فوج کشی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قبائلیوں کی نسلیں بھی ہم سے انتقام لیں گی

اصل دہشت گرد اور حقیقی دہشت گردی؟

قرآن حکیم کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 2 اکتوبر 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

دہشت گردی کیا ہے؟

دہشت گردی کیا ہے؟ فتنہ انگیزی کس شے کا نام ہے۔ اصل دہشت گرد اور فتنہ و فساد بپا کرنے والے کون لوگ ہیں، آئیے میڈیا کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے اثر لینے کی بجائے قرآن حکیم کی روشنی میں اس کا جواب معلوم کریں۔ اس حوالے سے قرآن مجید کے دو مقامات سے ہمیں واضح رہنمائی ملتی ہے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ﴾

(آیت:217)

”(اے محمدؐ) لوگ تم سے عزت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ ان میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ میں جانے) سے (بند کرنا) اور اہل مسجد کو اس میں سے نکال دینا (جو یہ کفر کرتے ہیں) اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ (گناہ) ہے۔ اور فتنہ انگیزی خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے۔“

ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ مدینہ ہجرت کے بعد پیغمبر انقلاب ﷺ کی انقلابی جدوجہد اگلے مرحلے میں داخل ہو گئی۔ مسلمان کہ جنہیں اب تک ہاتھ بندھے رکھنے کا حکم تھا، اب اُن کے ہاتھ کھول دیے گئے اور قتال کی اجازت دے دی گئی۔ اب باقاعدہ جنگ سے قبل نبی کریم ﷺ نے کفار کو یہ پیغام دینے کے لیے کہ اب اُن کے تجارتی قافلے محفوظ نہیں، شام اور یمن کی طرف جانے والی تجارتی شاہراہوں پر فوجی دستے بھیجنے شروع کیے۔ دستے بھیجنے کا مقصد جنگ نہیں تھا، کفار کو عدم تحفظ کا احساس دلانا تھا۔ یہ دراصل قتال کی تمہید تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح کا ایک دستہ یمن کی شاہراہ پر طائف کے قریب وادیٔ نخلہ میں بھیجا۔ اس دستہ کی قافلہ کفار سے کچھ مڈبھیڑ ہو گئی، جس میں ایک کافر مارا گیا۔ یہ غزوۂ بدر سے بھی پہلے کی بات ہے۔ جس دن یہ واقعہ ہوا مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ جمادی الاُخریٰ کی آخری تاریخ ہے جبکہ اصل میں یہ رجب کی پہلی تاریخ تھی اور رجب اشہر حرم میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ان میں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے تین مہینے ہیں۔ عرب ان چار مہینوں کو محترم جانتے تھے اور ان میں جنگ و جدل اور خونریزی سے اجتناب کرتے تھے۔ جب رجب کے مہینے میں ایک مشرک مارا گیا، تو کفار اس پر چیخ اُٹھے کہ مسلمان اپنے آپ کو امن کا پیامبر کہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ رجب کے مہینے میں ہمارا بندہ مار دیا اور یوں اشہر حرم کی حرمت کو پامال کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کا طوفان اُٹھا دیا —— اس پر یہ آیات نازل ہوئیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرما دی کہ اگرچہ شہر حرام میں جنگ کرنا اشد گناہ ہے، لیکن لوگوں کو اللہ کے دین سے روکنا، کفر کرنا اور لوگوں کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے منع کرنا، اور وہاں کے رہنے والوں کو ناحق وہاں سے نکال دینا، یہ وہ چیزیں ہیں جو اپنی سنگینی میں قتل سے بھی بڑھ کر ہیں۔ ٹھیک ہے کہ مسلمانوں سے ایک غلطی ہوئی ہے، لیکن کفار جو اللہ کی مخلوق کو اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں، ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں کہ لوگ اسلام کی طرف نہ آئیں اور جو اسلام لے آئے ہیں اُن پر عرصۂ حیات تنگ ہو جائے، انہیں دین سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں، اُن پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے ہیں، اُن کی یہ مذموم حرکات قتل و خونریزی سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہیں۔

یہاں فرمایا، ﴿والفتنة اکبر من القتل﴾ (فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے) سوال یہ ہے کہ فتنہ سے کیا مراد ہے؟ فتنہ کے معانی آزمائش کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد ہے اسلام اور شریعت کا راستہ روکنا اور کفر اور باطل نظام کی حفاظت کرنا اور ایسے حالات پیدا کرنا کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا مشکل ہو جائے، ایسی فضا بنانا جس میں شیطانی اقدار کی ترقی ہو اور دینی اقدار پر چلنا دشوار ہو جائے، برائیوں کی اشاعت ہو، نوجوانوں کے اخلاق میں بگاڑ پیدا ہو۔ ظاہر ہے کہ جب اللہ کا نظام نافذ نہیں ہو گا تو ابلیسی نظام میں یہی کام ہو گا، تاکہ لوگوں کو دنیا پرستی اور دولت پرستی کی طرف متوجہ کیا جائے، اور اللہ کے دین اور نجات اُخروی کے نصب العین سے غافل کر دیا جائے۔ یہ اصل فتنہ انگیزی ہے جسے قتل سے بھی بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ افسوس کہ آج اس فتنے میں ہمارے حکمران مبتلا ہیں۔ اسی مقصد کے لیے شیطانی قوتوں کی چاکری کی جا رہی ہے۔ کیری لوگر بل کے حوالے سے پاکستان کو جو رسوا کن امداد دی جانی ہے، وہ اسی بنیاد پر ہے۔ اس بل پر ہمارے ہاں اس بنیاد پر تنقید کی جا رہی ہے اور مباحثہ جاری ہے کہ اس میں شامل شرائط ملکی وقار اور قومی خود مختاری کے منافی ہیں۔ اور اِن کے ذریعے امریکہ ہمارے ہاتھ اور زیادہ باندھنا اور اپنے لیے مزید اختیارات چاہتا ہے۔ یہ بات یقیناً صحیح ہے۔ لیکن اصل قابل غور امر یہ ہے کہ امریکہ یہ امداد دے کیوں رہا ہے؟ ہماری خدمات کیا ہیں جن کی یہ قیمت ادا کی جا رہی ہے؟ دراصل امریکہ نے ”وار آن ٹیرر“ کے نام سے جو رسوائے زمانہ جنگ شروع کی ہے، وہ اسلام کے خلاف جنگ ہے۔ اس جنگ میں ہم نے امریکہ کی بھرپور مدد کی، اُس کے ایجنڈے کو آگے بڑھایا، افغانستان میں اسلامی امارت کا خاتمہ کرایا، اپنے بے گناہ لوگوں کا قتل عام کیا، بے شمار لوگوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا۔ یہی نہیں، امریکہ قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے کرتا رہا، ہم اُس پر خاموش تماشائی بنے رہے، کیا قبائل کے غیور مسلمان کیڑے مکوڑے ہیں کہ اُن کی شہادتوں پر حکمران چپ سادھے بیٹھے رہے۔ ہمارے دشمنوں کا ایک آدمی بھی مرجائے تو وہ آپ سے ہرجانہ وصول کرتے

ہیں، لیکن آپ کی بے حمیتی کا یہ عالم ہے کہ سینکڑوں ہزاروں بے گناہ مرد وخواتین اور بچے ڈرون حملوں میں مارے جاتے ہیں اور آپ اس پر احتجاج کی ہمت بھی نہیں کر پاتے۔ مطلب صاف واضح ہے کہ امریکی حملوں کو ہماری حکومت کی پوری تائید اور حمایت حاصل ہے۔ امریکی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دینے کے علاوہ اسلام کی بنیادوں کو کھرچنے، دستور و قانون، تعلیم، معاشرت اور معیشت الغرض ہر شعبہ زندگی سے اسلامی تعلیمات کو خارج کرنے کے لیے پرویزی عہد میں کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اب بھی وہی پالیسیاں جاری ہیں۔ امریکہ جو توہین آمیز امداد دے گا وہ انہی پالیسیوں اور اقدامات کا عوضانہ ہے۔ امریکی کہہ رہے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے مشن میں ہمارے ساتھ اور زیادہ گرمجوشی دکھاؤ، ہم تمہیں اور امداد دیں گے۔ ہاں یہ شرط ہم ضرور عائد کریں گے تمہیں ہماری ہر بات ماننی ہوگی اور اپنی آزادی، عزت و وقار، اور غیرت وخودداری کا سودا کرنا ہوگا۔ ہم تمہیں پیسہ تب دیں گے جب تم ہماری پوری غلامی کرو گے۔ سچی بات یہ ہے کہ توہین آمیز امداد کے لیے امریکی شرائط کا تسلیم کرنا بے غیرتی کی انتہا ہے۔ ایسی امداد کو ٹھوکر مار دینی چاہیے۔ ہمیں اپنے وسائل پر بھروسہ کی خو ڈالنی ہوگی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے بہت اچھی بات کہی تھی کہ ہم گھاس کھالیں گے لیکن ایٹم بم بنائیں گے۔ اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے ایٹم بم بنا بھی لیا، لیکن اس سے مقصد کیا تھا۔ یہ کہ ہم باعزت قوم کے طور پر جینا چاہتے تھے۔ انڈیا جو ایٹمی طاقت ہے، کے مقابلے میں ہم ایٹمی قوت بن کر ایک مضبوط اور مستحکم قوم کی طرح زندگی گزارنے کے آرزومند تھے۔ چنانچہ ہم نے برملا یہ اعلان کیا تھا کہ اس مقصد کے لیے ہم ہر طرح کی معاشی مشکلات سہہ لیں گے، لیکن کسی کے دباؤ میں نہیں آئیں گے۔ بھٹو کی پارٹی آج پھر برسر اقتدار ہے۔ غیرت اور خودداری کے لیے آج بھی ہر قسم کا دباؤ اور امداد مسترد کی جاسکتی ہے، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے وزراء، ہماری بیوروکریسی، ہماری ایم این ایز، ایم پی ایز، ہمارے جاگیردار اپنے اللے تللوں کو ختم کریں، اپنی عیاشیاں چھوڑیں۔ عوامی نمائندے قوم کی بلا معاوضہ خدمت کا فیصلہ کریں۔ وہ لوگ جو ساری دنیا میں پاکستان کے لیے بھیک مانگتے پھر رہے ہیں، اگر پاکستان کے ساتھ مخلص اور اہل پاکستان کے خیر خواہ ہیں تو انہیں چاہیے کہ اپنی دولت جو بیرونی بنکوں میں ہے ملک میں واپس لا کر قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا کریں۔ کچھ عرصہ کے لیے ہمیں عیاشیاں چھوڑنا ہوں گی۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم عیاشیاں چھوڑنے کو تیار نہیں۔ ہم نے طے کرلیا ہے خواہ قوم کیری لوگر بل کی کتنی ہی خلاف کیوں نہ ہو، ہمیں تو یہ امداد بہر صورت لینی ہے۔ اس لیے کہ ہمیں شیر کی ایک دن کی زندگی نہیں چاہیے، بلکہ گیدڑ کی سو سالہ زندگی درکار ہے، اور اس کے لیے ہمیں تمغہ تر ملنا چاہیے۔

دہشت گردی کا ذمہ دار کون ہے؟

فتنہ انگیزی کون کر رہا ہے؟ زمین میں فساد کون مچا رہا ہے؟ اصل فتنہ جو، فسادی اور دہشت گرد تو امریکہ ہے جو عالم اسلام کے خلاف یلغار کر رہا ہے، اور ہماری حکومت بھی اس میں شریک ہے کہ اُس کی فرنٹ لائن اتحادی بنی ہوئی ہے۔ اس کے ردعمل میں اگر کوئی کارروائی ہوتی ہے، تو اس کے مرتکبین کو اس کا الزام نہیں دیا جانا چاہیے۔ سورۃ شوریٰ جس کا مرکزی مضمون اقامت دین ہے یعنی اللہ نے نظام عدل اجتماعی اور میزان عطا کی ہے، اُسے قائم کرو، وہاں غلبۂ دین کے لیے جدو جہد کرنے والے لوگوں کے اوصاف کے تذکرے میں ایک بات یہ بھی فرمائی گئی کہ

﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ۝﴾ (الشوریٰ:39)

”اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم (وتعدی) ہو تو (مناسب طریقے سے) بدلہ لیتے ہیں۔“

یعنی یہ لوگ بدھ مت کے بھکشو نہیں کہ اُن کے ساتھ جو سلوک کرو، وہ سہہ لیں گے۔ نہیں، بلکہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا انتقام لیں گے۔ آگے فرمایا:

پریس ریلیز 30/اکتوبر 09ء

امریکی مداخلت کو ختم کیے بغیر ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں

حافظ عاکف سعید

آج جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول کے تحت امریکہ کی حکمرانی کو ہم نے ذہناً تسلیم کرتے ہوئے امریکہ کی غلامی اختیار کرلی ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دار السلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ بحیثیت مسلمان ہمارا توکل اور بھروسہ اللہ کی ذات پر ہونا چاہیے لیکن اس کے برعکس ہم نے امریکہ کی غلامی میں عافیت سمجھ رکھی ہے اور اس کے اسلام دشمن ایجنڈے کی تکمیل اب ہمارا مقصد حیات بن کر رہ گیا ہے۔ امریکہ کے نزدیک ہر وہ مسلمان دہشت گرد ہے جو امریکہ کی بالادستی کو تسلیم کرنے کی بجائے اللہ کی کبریائی پر یقین رکھتا ہے۔ امریکہ کے غلاموں کا کام یہ ہے کہ جو امریکہ کا حکم نہ مانے وہ ”دہشت گرد“ ہے اور ہمارا فرض منصبی یہ ہے کہ روزانہ امریکہ کی خوشنودی کے لیے اس کے باغیوں کے خون کا نذرانہ پیش کریں گے۔ اس کوشش میں اگر سینکڑوں بے گناہ بھی ہمارے ہاتھوں مارے جائیں تو ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں ہے، جیسا کہ پہلے سوات اور اب جنوبی وزیرستان میں ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکا کا اس نام نہاد جنگ میں ساتھ دینا ہی ہمارے ملک میں دہشت گردی کا سبب ہے۔ آج پاکستان بدترین دہشت گردی کا شکار ہے۔ بالخصوص پشاور اور اسلام آباد میں آئے روز بے گناہ عوام اور معصوم جانیں دہشت گردی کا نشانہ بن رہی ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ انہی دو شہروں میں بلیک واٹر اور ڈائن کارپ جیسی بدنام زمانہ سکیورٹی ایجنسیوں کے غیر ملکی مسلح غنڈے افغانیوں کا بھیس بدل کر دندناتے پھرتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان کی گاڑیوں سے جدید ترین مہلک اسلحہ اور بارود بھی برآمد ہوتا ہے لیکن پھر محکمہ داخلہ کی فوری مداخلت پر ملک وقوم کے ان دشمنوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور ستم در ستم یہ ہے کہ اُن شہروں میں جب دہشت گردی کی کوئی واردات ہوتی ہے تو فوری طور پر اسے طالبان کے کھاتے میں ڈال کر میڈیا میں ان کے خلاف طوفان کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ کیا ہمارا یہ طرز عمل دہشت گردی کو ختم کرنے کی بجائے اس کے فروغ کا موجب نہیں ہے؟ سیدھی سی بات ہے امریکی مداخلت کو ختم کیے بغیر ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ ممکن نہیں ہے! اگر ہم اپنے ملک کی سلامتی اور یہاں امن وامان کے خواہاں ہیں تو امریکہ کا ساتھ چھوڑ کر اللہ کی مدد کے حصول کی کوشش کرنا ہوگی۔ اس کے لیے اللہ کا حکم ماننا اور حلال وحرام میں تمیز شرط ہے۔ اللہ کی اطاعت اختیار کریں گے تو وہ آج بھی ہماری مدد کرنے پر قادر ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (40) وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ (41)﴾

"اور بُرائی کا بدلہ تو اسی طرح کی بُرائی ہے مگر جو درگزر کرے اور (معاملے کو) درست کردے تو اس کا بدلہ خدا کے ذمے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جس پر ظلم ہوا ہو اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں"

اگرچہ معاف کردینا اور اصلاح کے لیے کوشاں رہنا بڑا خیر کا کام ہے، لیکن اگر کسی پر ظلم ہوتا ہے اور مظلوم اُس ظلم کے مثل اُس کا بدلہ لیتا ہے تو اُس پر کوئی الزام نہیں۔ الزام کن لوگوں پر ہے؟ اس کی وضاحت اگلی آیت میں کردی گئی ہے۔

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (42)﴾ (الشوریٰ)

"الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔"

قبائلی علاقوں پر فوج کشی پہلے کس نے کی تھی؟ ظاہر ہے، پرویز مشرف نے کی۔ اُس وقت انہوں نے کہا تھا کہ ہم کسی کے دباؤ میں آکر یہ کارروائی نہیں کررہے بلکہ یہ قومی مفاد میں کررہے ہیں۔ ہم یہ کارروائی نہیں کریں گے تو امریکہ کرے گا۔ کیا خوب منطق ہے، بجائے اس کے کہ آپ اپنے ملک کا دفاع کریں، امریکی مقاصد کے لیے اپنے ہی لوگوں کو بموں کا نشانہ بنانا شروع کردیں۔ یہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے آپ کو کشمیر آزاد کرا کے دیا ہے۔ مشرف دور میں یہ کارروائی تو پھر بھی محدود پیمانے پر تھی۔ اب تو وزیرستان میں بھرپور انداز میں کارروائی شروع کردی گئی ہے۔ ہمیں یہ بات ضرور ملحوظ رکھنی چاہیے کہ قبائلی علاقہ کا سپیشل سٹیٹس ہے۔ وہ لوگ آپ کی مغربی سرحد کے بلا تنخواہ محافظ ہیں۔ اگر آپ ان کے خلاف کارروائی کررہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ظلم کا آغاز امریکی دباؤ پر آپ نے کیا ہے۔ اور جب آپ ظلم کرتے ہیں اور بے انصافی سے کام لیتے ہیں تو پھر اس کا ردِعمل بھی ہوتا ہے۔ قبائلی لوگوں کی نفسیات یہ ہے کہ اُن پر ظلم کیا جائے تو وہ اس کا انتقام لیتے ہیں۔ جب آپ نے اُن کے خلاف کارروائی کی تو اُن میں بھی ردِعمل پیدا ہوا۔ اور جب

ایسا لگتا ہے کہ وزیرستان میں فوجی آپریشن نہیں ہورہا ہے، پاکستان کی بنیادیں کھودی جارہی ہیں اور کھودنے والے کوئی اور نہیں ہم خود ہیں۔
دشمن نے کدال ہمارے ہی ہاتھوں میں تھمادی ہے

وہاں سے کچھ لوگ پکڑے گئے تو آپ نے یہ کہہ دیا کہ یہ بہت ظالم لوگ ہیں۔ لہٰذا ان کے خلاف اور زیادہ فوج کشی کرو۔ آپ کی یہ سوچ نری حماقت ہے۔ یہ ایک دائرے کا سفر ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ شروع کہاں سے ہوا ہے۔ یہ تعین ہونا چاہیے کہ اس کا اصل ذمہ دار کون ہے۔ چند واقعات کو بنیاد بنا کر طالبان کو اُن کا مورد الزام ٹھہرا دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ طالبان اسلامی یونیورسٹی میں یا کسی اور مقام میں دہشت گردانہ کارروائی کریں گے۔ ہم اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ یہاں ایک عرصہ سے 'را' کے ایجنٹ سرگرم ہیں۔ وہ یہاں گھناؤنی کارروائیاں کرتے ہیں اور اِن کا الزام طالبان پر لگا دیا جاتا ہے۔ اصل پلاننگ کرنے والے تو وہ ہیں۔ ہاں اُن کو سرپھرے لوگ یہاں سے مل جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جن کی بچیاں لال مسجد کے سانحے میں بے دردی سے شہید کردی گئیں۔ آپ اُن سے کیا توقع رکھتے ہیں؟ کیا وہ ہوش و حواس میں ہوں گے اور انتقام اور نفرت کا لاوا اُن کے دلوں میں نہیں اُبل رہا ہوگا۔ اگر آپ کی بیٹیوں کو اس طرح بے دردی اور سنگدلی سے شہید کردیا جائے تو آپ کا ردِعمل کیا ہوگا۔ کیا ایسے لوگ انتقامی جذبات کے تحت غیروں کے آلۂ کار نہیں بن سکتے۔ اور کیا ایسے لوگوں کو دہشت گرد قرار دے کر آپ بری الذمہ ہو جائیں گے۔ یہی اصل دجل و فریب ہے جس کا مظاہرہ ہمارا میڈیا کررہا ہے۔

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ دشمن کو پاکستانی قوم میں سے غدار بھی مل جاتے ہیں۔ قدم قدم پر یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے لیے ایمان سب سے زیادہ سستی شے ہے۔ جن کی سوچ یہ ہے کہ دو ٹکے کا فائدہ نظر آئے تو ایمان بیچ دو۔ یہ لوگ بھی غیروں کے ایجنٹ کے طور پر ملک کو عدم استحکام سے دوچار کرتے اور دہشت گردانہ کارروائیاں کرتے ہیں۔ جس طرح ماضی میں یہاں شیعہ سنی منافرت کی آڑ میں 'را' تخریبی کارروائیاں کرتی تھی اور جو کچھ ہم کشمیر میں کرتے تھے، انڈیا اس کا یہاں بدلہ لیتا تھا، اُس سے بڑھ کر 'را' اب یہاں سرگرم ہے، لیکن ایسا لگتا ہے کہ تخریبی کارروائیوں کی ذمہ داری 'را' پر ڈال دینے سے ہماری حکومت کا امریکہ سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے انڈیا کا نام لینے میں احتیاط برتی جاتی ہے۔ ظاہر ہے، اگر انڈیا کو الزام دیں گے تو ہمارا آقا امریکہ ہم سے ناراض ہوجائے گا۔

جن لوگوں میں ذرا بھی بصیرت ہے، وہ جانتے ہیں کہ امریکی دباؤ پر ہم وزیرستان میں جو فوجی آپریشن کررہے ہیں، یہ اپنے ملک کی جڑیں کھودنے کے مترادف ہے۔ اس کا تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ دونوں طرف اپنے ہی مسلمان مررہے ہیں۔ اس آپریشن سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان ہوسکتا ہے۔ یہ ایک دلدل ہے جس میں پاک فوج کو دھکیلا جارہا ہے۔ اس فوج کشی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف قبائلی بلکہ اُن کی آنے والی نسلیں بھی ہم سے انتقام لیں گی۔ نفرت کے جو بیج آپ بو رہے ہیں، اُس سے جو خاردار پودے نکلیں گے، وہ ہمارے قومی وجود کو چھلنی کردیں گے۔ ایسا لگتا ہے کہ وزیرستان میں فوجی آپریشن نہیں ہورہا ہے، پاکستان کی بنیادیں کھودی جارہی ہیں اور کھودنے والے کوئی اور نہیں ہم خود ہیں۔ دشمن نے کدال ہمارے ہی ہاتھوں میں تھمادی ہے۔ اور چونکہ ہم معاشی طور پر غلام ہیں، لہٰذا آقاؤں کی خواہشات اور ایجنڈے کو پورا کررہے ہیں۔

وقت آگیا ہے کہ ہم یہ فیصلہ کریں کہ ہمیں امریکہ کی غلامی کرنی ہے یا غیرت مند قوم کی حیثیت سے جینا ہے۔ اگر ہمیں خوددار قوم کے طور پر زندہ رہنا ہے تو امریکی امداد سے دست کش ہونا پڑے گا، اور اللہ پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ پھر یہ کہ کھلے دل سے اس تلخ حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ ہماری یہ زبوں حالی ہمارے اپنے جرائم کا نتیجہ ہے۔ یہ دین سے بے وفائی اور غداری کی سزا ہے۔ لہٰذا ہمیں دین سے وفاداری کرنی ہوگی۔ ہمارے لیے عزت و وقار کا راستہ یہ ہے ہماری قوم کا ایک بڑا حصہ دین کو اختیار کرے، اور نفاذِ شریعت کے مشن کو ہم اپنا ماٹو بنائے۔ پھر اللہ کی مدد ضرور ہمارے شاملِ حال ہوگی۔ بصورت دیگر ہم ذلت و رسوائی کے عذاب سے چھٹکارا نہیں پاسکیں گے، بلکہ آنے والے وقت میں غلامی کے منحوس سایے اور بھی گہرے ہوتے جائیں گے۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ آمین

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

آخری ہچکی!

سید خالد سجاد کا تعلق لاہور کے ایک قدیم ادبی گھرانے سے ہے۔ وہ اردو کے معروف ادیب سید امتیاز علی تاج کے بھتیجے ہیں۔ تعلیم لاہور اور پشاور سے حاصل کی۔ الیکٹریکل انجینئر ہیں۔ پہلے پاک فوج میں کیپٹن اور پھر واپڈا میں چیف انجینئر کے عہدوں پر فائز رہے۔ ریٹائرمنٹ کے وقت واپڈا اسٹاف کالج، اسلام آباد میں پرنسپل کے طور پر فرائض انجام دے رہے تھے۔ اگرچہ باقاعدہ کالم نویس نہیں ہیں لیکن قوم کی انحطاطی حالت انہیں اکثر کچھ نہ کچھ لکھنے پر مجبور کرتی رہتی ہے۔ ان کے مضامین اردو اور انگریزی اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ نوجوان نسل کے احساسات کے حوالے سے مرتب کردہ ایک کتاب "انتظارِ سحر" کے مصنف بھی ہیں!

اہل پاکستان خصوصاً سیاسی بزرجمہروں کی بے حسی اور اظہارِ لاتعلقی سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ حالتِ نزاع میں مبتلا پاکستان کے چاروں بیٹے پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان بڑی بے تابی سے اُس آخری ہچکی کے منتظر ہیں، جب ملک الموت پاکستان کی روح قبض کر کے اُنہیں اُس بندھن سے آزاد کردے جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا اور جس کی عملی تعبیر قائداعظم کی فہم و فراست اور شبانہ روز محنت سے ممکن ہوئی تھی۔ یہ ملک جوانوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے خون سے تخلیق کیا گیا تھا۔ لاکھوں لوگوں نے ہجرت کے دوران اپنا لہو ہندوؤں اور سکھوں کی بندوقوں، خنجروں اور تلواروں کے سائے تلے اس لیے بہایا تھا کہ پاکستان میں اللہ کے قانون کو نافذ کیا جاسکے، آنے والی نسلیں یہاں سکھ کا سانس لے سکیں اور ہر شخص قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق آزادی سے اپنی زندگی بسر کر سکے۔ اس عظیم مقصد کے لیے اُن لوگوں نے نہ صرف اپنی جان اور مال کو داؤ پر لگا دیا تھا بلکہ قوم کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت بھی تار تار ہوتی دیکھی۔

افسوس کہ ان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کی بجائے ایک شرمناک ماضی میں تبدیل ہو کر رہ گیا! لوگوں نے خدا سے کیے ہوئے وعدوں سے انحراف کر کے پہلے تو صرف چوبیس سالوں میں آدھا ملک کھو دیا اور اس کے بعد اگلے چھتیس برسوں کے دوران بقیہ حصے کا بھی سودا کر ڈالا۔ یہودی اور نصرانی آقاؤں کی خواہش کو پورا کرنے اور سونے کے چند سکوں کے حصول کی خاطر وہ اپنے ہی عوام پر ہر طرح کا ظلم و جبر اور زیادتی کرنے پر تیار ہو گئے، جس سے ملک میں محبت کی بجائے نفرت کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اس سب کے عوض جو کچھ انہوں نے 'کمایا' وہ سمجھ رہے تھے کہ مرنے کے بعد بھی اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے کیونکہ وہ اس خوف میں مبتلا تھے کہ اس سرزمین پر ان کی زندگی اب کچھ ہی عرصے کی مہمان ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے علامہ اقبال کے خواب کو سچ کرنے کی خاطر مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کا مطالبہ کیا اور پھر اسے حاصل کرنے کے لیے جان لڑا دی۔ بے شمار مخالفتوں اور رکاوٹوں کے باوجود وہ برصغیر کے مشرق اور مغرب کے اُن علاقوں میں پاکستان نام کے دو حصے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں مسلمان اپنے عقائد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو کر ایک ایسا نظام قائم کر سکتے جو باقی دنیا کے لیے قابل تقلید ہوتا!

یہ ملک جاگیرداروں، وڈیروں، زمینداروں اور اُمراء و رؤسا کے لیے حاصل نہیں کیا گیا تھا کہ وہ یہاں پر بلاشرکت غیرے اپنی حکومت قائم کر کے حاکم بن جائیں۔ درحقیقت یہ خطۂ ارضی اُن غریب عوام کے لیے تھا جو ہندوؤں اور سکھوں کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے تھے اور اپنے جابر حکمرانوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بدقسمتی سے آزادی کے بعد قائداعظم کو اتنا وقت بھی نہ مل سکا کہ وہ عوام کے لیے کوئی راہِ عمل تجویز کر سکتے اور اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنا سکتے! جلد ہی وہ اللہ کو پیارے ہو گئے یا پھر کر دیے گئے۔ اگر انہیں کچھ وقت اور مل جاتا تو پاکستان واقعی اسلام کا قلعہ بھی بن سکتا تھا۔ شاید خدا کو ابھی یہ منظور نہ تھا!

اگر ہمارا قانون اسلام کے مطابق اور نظام شریعت کے انداز میں بن جاتا تو پھر غریب، غریب نہ رہتا اور اگر غریب موجود نہ ہوتا تو پھر امیر کس پر اپنی امارت کا رعب ڈالتے؟ وہ کن لڑکیوں کو اپنی درندگی اور ہوس کا نشانہ بناتے؟ وہ غصے میں کن لوگوں کو قتل کرتے اور پھر صاف بری ہو جاتے؟ ایسا ہر شخص جو دوسروں کی نسبت تھوڑا سا بھی صاحب حیثیت تھا، اپنے سے کمتر کو محکوم سمجھنے لگا۔ ان کی اعانت کے لیے ہمارے بعض علمائے دین موجود تو تھے ہی!

وہ دین جو اللہ تعالیٰ نے ایک دستور اور قانون کی شکل میں مسلمانوں کے لیے مخصوص کیا تھا اُسے پس پشت ڈال دیا گیا۔ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک کو ایک لادینی ریاست بنانے پر زور دیا جانے لگا، کیونکہ اسلامی ریاست میں تو حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ہر ذی روح کے حقوق کی پوری طرح حفاظت کرے اور کسی پر بھی زیادتی کا فیصلہ فوری طور پر کر کے ظالم کو کیفرِ کردار تک پہنچائے۔

ایک ایسا ملک جہاں مسلمان دوسرے مسلمانوں کی بچیوں کو اغوا کر کے بیچ دیتے ہوں، جہاں معمولی تکرار کے بعد لوگ ایک دوسرے کا خون تک کر ڈالتے ہوں، جہاں مسلمان خوش شکل لڑکیوں کو اغوا کیا جائے اور پھر اُن کے ساتھ اجتماعی زیادتی کر کے انہیں قتل کر دیا جائے، جہاں کوئی صاحب حیثیت ہونے کے باوجود بھی چوری اور کرپشن میں مصروف ہو، جہاں امراء کے لیے شراب نوشی "جائز" ہو، جہاں اُجرت لے کر کسی کو بھی آسانی سے قتل کیا جاسکتا ہو، کیا اس سب کے باوجود بھی اسے ایک اسلامی ملک کہا جاسکتا ہے؟

اس ملک کو حاصل کرتے وقت ہم سب کا نعرہ تھا: "پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ"۔ جوش و خروش اور دلولہ قابل دید تھا۔ کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ظلم کی چکی میں پسے ہوئے لوگوں سے کوئی ذاتی مفاد بھی حاصل کر سکتا تھا! مگر قائداعظم کے رخصت ہوتے ہی ذاتی مفادات کی بھٹی کا ایندھن دہک اُٹھا اور حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ سب سے پہلا شکار وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان ہوئے، اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا!

قوم نفسانفسی کی لپیٹ میں آ گئی۔ ہر شخص ہوس

اور لالچ کا پجاری ہو گیا۔ سرکاری ملازمین بغیر رشوت کام کرنے سے قاصر ہو گئے۔ غریب، لٹے پٹے لوگوں کو باعزت زندگی کی بجائے نوکروں اور مزدوروں کی شکل میں غلامی کا طوق پہنا دیا گیا، جن میں سے کچھ انعام کے لالچ میں اپنے ہی طبقے کو کچلنے کے لیے مقرر ہوئے۔ یہ لوگ نہ صرف خود عیاشی کا شکار ہوئے بلکہ اپنے مالکوں کے لیے غریب گھرانے کی خوبرو لڑکیوں کا کاروبار بھی کرنے لگے۔ مشرقی پاکستان کو ایک باج گزار ریاست کی شکل دے دی گئی، جو بالآخر 1971ء میں پاکستان سے الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔

پھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ جن کے لب غریبوں کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے تھکتے نہ تھے، اپنے ہی ایک لیڈر کی پھانسی پر اس طرح دم سادھ گئے جیسے کبھی اُسے جانتے ہی نہ ہوں۔ اُس کا سب سے بڑا جرم غریب عوام کے لیے آواز اُٹھانے کے علاوہ مسلم اُمہ کو یکجا کرنا اور ملک میں ایٹمی توانائی کے لیے کوشش کرنا تھا۔ یہ سب ہمارے زمینی خداؤں یعنی امریکہ اور اس کے حواریوں کو یقیناً ناگوار تھا۔ وہ لوگ جو اسے اسلامی دنیا کا ہیرو کہنے لگے تھے، اب اپنے منہ سے اس کا نام لینے سے بھی خائف تھے۔ یہی وہ وقت تھا جب دُور اندیش یہ سمجھ گئے کہ اب پاکستان کا انجام تباہی سے مقدر ہو چکا ہے!

پاکستان کے ایک وزیر اعظم نے ایٹم بم بنانے کا تہیہ کیا تو دوسرے وزیر اعظم نے ایٹمی دھماکے کر کے ملک کو جوہری طاقت رکھنے والے ممالک کی صف میں کھڑا کر دیا۔ لوگوں میں جذبۂ خود اعتمادی جاگ اٹھا، مگر اس کا حشر بھی زیادہ مختلف نہ تھا۔ غیر ملکی طاقتوں نے اپنے پاکستانی گماشتوں کے ذریعے اسے قید میں ڈال کر سزائے موت دینے کا ارادہ کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے خصوصی کرم سے بچا کر ملک بدر کروا دیا، تاکہ شاید اب یہ قوم سنبھل جائے!

پاکستان کے حلیف ملک نے جو اس دنیا میں نائب خدا کے فرائض انجام دے رہا تھا، ایک ایسے شخص کو اس ملک کا حاکم بنا دیا جس نے اپنی طاقت کے نشے میں سینکڑوں معصوم بچوں اور بچیوں کو مدرسہ میں قتل کر ڈالا، صرف اس لیے کہ وہ ملک میں شریعت کا نفاذ چاہتے تھے اور کھلی بے حیائی کے خلاف تھے۔ اس قابل نفرت حرکت سے وہ مغربی ممالک کا ہیرو بن گیا!

پھر اس شخص کے لیے اقتدار کی کرسی پر مزید قبضہ رکھنا دوبھر ہو گیا۔ قوم کا اسے ہٹا دینا دنیا کے بہت سے ممالک کے لیے تکلیف دہ تھا، مگر وہ جانتے تھے کہ ایسا تو ہونا ہی تھا۔ انہوں نے طے کیا کہ اس کی جگہ اب پاکستان کی باگ کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں تھمائی جائے جو عوام

> اگر ہمارا قانون اسلام کے مطابق اور نظام شریعت کے انداز میں بن جاتا تو پھر غریب، غریب نہ رہتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ اگر غریب موجود نہ ہوتا تو پھر امیر کس پر اپنی امارت کا رعب ڈالتے؟

کے دلوں سے اسلام کی ٹمٹماتی ہوئی لو کو ہمیشہ کے لیے گل کر دے اور لوگ دوبارہ کبھی مذہب کے نام پر متحد نہ ہو سکیں۔ اس مقصد کے لیے ایک ایسے بزدل مگر ذہین شخص کی ضرورت تھی جو محض دکھاوے کی حد تک ملک کا وفادار ہو۔ اس کا ایمان پیسہ جمع کرنے کے علاوہ کچھ نہ ہو اور وہ دنیا کا امیر ترین شخص بن کر تاریخ میں اپنا نام روشن کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ کسی بھی ملک کی وحدت کو ختم کرنے کے لیے اس سے بہتر اور کیا چیز ہو گی کہ وہاں خانہ جنگی کی ابتدا کر دی جائے۔ کچھ لوگوں کو ناحق مار کر ان کے لواحقین کے لیے انتقام کا جواز آسانی سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ضمیر فروش حکمران اپنے غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر خانہ جنگی کی ابتدا کر کے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا رہے ہیں، کیونکہ انہیں کرسی سے بہت محبت ہوتی ہے۔

پاکستان میں عوام کو حکومت سے بدظن کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بے اطمینانی کی فضا پیدا کر دی جائے۔ یہ مقصد مہنگائی کو بڑھا کر آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ملک میں زراعت اور صنعتی پیداوار کی تباہی ضروری تھی۔ ان دونوں شعبوں کا زیادہ تر انحصار بجلی، پانی، پٹرول اور گیس پر ہے۔ اگر ان کی قیمتیں عوام کی دسترس سے باہر ہو جائیں تو ملک کی معاشیات تباہی کی طرف گامزن ہو جائے گی۔ بجلی پیدا کرنے کے لیے ڈیم (ذخیرۂ آب) تعمیر کیے جاتے ہیں یا پھر ڈیزل اور گیس کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ ان میں سب سے آسان اور سستا طریقہ پانی کے ذریعے بجلی کا حصول ہے۔ وہ ڈیم جو کبھی کے بن چکے ہوتے، انہیں متنازعہ بنا کر آپس کے اختلافات کی نذر کر دیا گیا۔ ڈیزل پر اتنا ٹیکس لگا دیا گیا کہ آج وہ پٹرول سے بھی زیادہ مہنگا ہو گیا ہے۔ ڈیزل کی قیمت بڑھنے سے بجلی بھی لامحالہ مہنگی ہو جائے گی، خاص طور پر جبکہ ہم آبی ذخائر بنانے میں ناکام رہے اور پن بجلی پر تھرمل پاور کو فوقیت دی۔ اس سب کے نتیجے میں بجلی کی پیداوار کم ہو کر رفتہ رفتہ ختم ہو جائے گی اور وہ صنعتیں جن پر ہم کبھی فخر کرتے تھے، بتدریج بند ہو جائیں گی۔

ڈیزل کی قیمت بڑھ جانے سے ٹرانسپورٹ کے تمام تر ذرائع یعنی بس، ریلوے اور ہوائی سفر کے کرائے بھی عوام کی دسترس سے باہر ہو جائیں گے۔ مزید براں، زراعت سے متعلق ساری مشینری جیسے ٹریکٹر، ٹیوب ویل، تھریشر وغیرہ بھی مہنگے ہونے کے سبب صرف بڑے کاشت کار ہی استعمال کر سکیں گے۔

یہ کام بخوبی سرانجام دیے جا رہے ہیں۔ بجلی ناپید ہونی شروع ہو گئی ہے۔ صنعتیں بڑی خوش اسلوبی سے بند کروائی جا رہی ہیں۔ زراعت بھی آخری ہچکولے کھا رہی ہے۔ غریب کے منہ سے نوالے چھینے جا رہے ہیں۔ عوام جب حکومت سے تنگ آ جائیں تو پھر یہ امر ان کے لیے بے معنی ہو جاتا ہے کہ وقت کے حکمران مسلمان ہیں یا ہندو، سکھ، عیسائی! انہیں تو اپنا پیٹ بھرنے کے لیے دو وقت کی روٹی چاہیے ہوتی ہے۔ انقلاب کی بات تو کی جاتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی اکثریت صرف پیٹ کی پجاری ہے جو اپنے آقاؤں کے سامنے سر اٹھانا نہیں جانتی۔

قائداعظم کا پاکستان تو 1971ء میں ٹوٹ کر آدھا رہ گیا۔ بقیہ حصے کو آخری "منزل" تک پہنچانے کا سہرا کس کے سر آئے گا، یہ بھی کچھ کچھ عیاں ہو رہا ہے۔ داڑھی اور اسلام سے عملی لگاؤ رکھنے والوں کو القاعدہ یا طالبان سے تعلق کے شبہ میں پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا گیا۔ اس کے عوض اتنے ڈالر ضرور حاصل کیے گئے جو مراعات یافتہ طبقے کی عیاشیوں کے لیے کافی ہوتے۔ ایسے گمشدہ لوگوں کے رشتہ دار جب ان کی تصویریں اٹھا کر پارلیمنٹ کے باہر احتجاج کرتے ہیں تو بھی ہمارے حکمرانوں کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگرچہ پاکستان بنانے میں واقعی خدا کی مرضی شامل تھی، لیکن اسے توڑنے میں یقیناً ہمارا بھی ہاتھ ہے۔ کیا ہم حقیقتاً اتنے ہی بے حس اور بے غیرت ہو چکے ہیں؟ کاش کہ ہمارے رہنما عقل کے ناخن لے سکیں!

ہے قائداعظم کا ایسا کوئی بہادر جانشین جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے پاکستان کو اس کی آخری ہچکی سے بچا سکے! ایسا لگتا ہے کہ یہ مشکل ہے کیونکہ جان بہت پیاری ہوتی ہے، حالانکہ اسے بچانے کے بعد بھی ایک دن ہر شخص کو ضرور اس سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں!

”کارکن تو بڑی تعداد میں مل جاتے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ مدرسین تیار کیے جائیں“

”کتاب اللہ نے پہلے بھی ہمیں فتنے سے نکالا تھا اور آج بھی یہی کتاب ہمیں فتنے اور ذلت ونکبت سے نکالے گی“

امیر تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی

انجینئر حافظ نوید احمد سے انٹرویو

ملاقات: محمد رفیق

(گزشتہ سے پیوستہ)

س: دورۂ ترجمہ قرآن کے شرکاء سے آپ کی جو ملاقاتیں رہی ہیں، کسی ایسی منفرد ملاقات کا تذکرہ فرمائیں جس کو آپ فراموش نہ کر سکے ہوں۔

ج: الحمدللہ! دورۂ ترجمہ قرآن میں شرکت کے نتیجے میں کئی افراد کی زندگیوں میں تبدیلی کا مشاہدہ ہوا ہے۔ لیکن ایک واقعہ میں ضرور قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ دنیا میں ہم قرآن کریم کے ذریعہ افراد میں تبدیلی برپا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ افراد میں تبدیلی آئے گی تو ان شاء اللہ معاشرہ بدلے گا اور یہ اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ بنے گا۔ میں نے قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں مسلسل پانچ سال تک دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی ہے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ فرمانے لگے نوید صاحب! آج میرا ایک مسئلہ حل ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ کون سا مسئلہ حل ہو گیا۔ انہوں نے ایک صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ان صاحب کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا، جی ہاں! انہوں نے فرمایا کہ یہ صاحب فلاں سرکاری ادارے میں ایک بڑے منصب پر فائز ہیں اور میں اس ادارے میں ایک ٹھیکیدار کی حیثیت سے کام کرتا ہوں۔ ان سے کام کرانا بہت مشکل ہوتا تھا۔ ان کا ریٹ بہت زیادہ تھا۔ ان کو زیادہ پیسے دینے پڑتے تھے تو ہمیں کام ملتا تھا اور ہمارے بل پاس ہوتے تھے۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ کچھ عرصہ سے ان میں کچھ تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ ان کے چہرے پر سنت رسولؐ کی بہار آئی۔ اب یہ ایک پائی نہیں لیتے بلکہ ہمارے کام کرانے میں ذاتی دلچسپی لیتے ہیں۔ میں حیران تھا کہ ان میں یہ تبدیلی کیسے آئی۔ آج جب میں نے ان کو یہاں دیکھا ہے تو مجھے اندازہ ہوا ہے کہ یہ تبدیلی قرآن کریم کی وجہ سے آئی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے بالکل درست ارشاد فرمایا۔ میں نے بتایا کہ موصوف نے گزشتہ سال دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام میں شرکت کا آغاز فرمایا تھا۔ بعد ازاں یہ عربی گرامر کورس میں شامل ہوئے۔ ان کے ماضی اور حال کا مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ دراصل یہ قرآن مجید ہے جو انسان کو پوری طرح بدل کر رکھ دیتا ہے۔ یہ تبدیلی معاملات، عقائد اور ترجیحات میں برپا ہوتی ہے۔

س: دورۂ ترجمہ قرآن کے حلقے میں وسعت کے لئے آپ کیا تجاویز دینا پسند کریں گے؟

ج: آپ نے یہ بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ میرا ذاتی احساس یہ ہے کہ دورۂ ترجمہ قرآن کا یہ پروگرام الہامی ہے اور ان پروگراموں میں جو کچھ بیان ہو رہا ہے یہ بھی الہامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے 1984ء میں ڈاکٹر صاحب کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ وہ نماز تراویح کے ساتھ ترجمہ قرآن بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پروگرام کو شرف قبولیت بخشا۔ بتدریج اس کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دورۂ ترجمہ قرآن میں محترم ڈاکٹر صاحب جو نکات بیان کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی الہامی ہیں۔ ورنہ ہم دیگر تفاسیر بھی پڑھتے ہیں۔ لوگوں کے بیانات بھی سنتے ہیں لیکن لوگ بالعموم ڈاکٹر صاحب کے دروس میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے ایسے مربوط نکات قرآن کریم کے مضامین کے حوالے سے بیان کیے ہیں کہ ان میں ہر آدمی کی دلچسپی ہوتی ہے۔ علماء کی بات میں نہیں کر رہا۔ میں تو عام نمازیوں کی بات کر رہا ہوں۔ شرکاء میں دینی فرائض کے جامع تصور کے حوالے سے ایک انقلابی فکر پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ پورے کا پورا سلسلہ الہامی ہے اور اس کی شرف قبولیت یہ بتا رہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفہ ہے جو اس نے محترم ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ ہم سب کو دیا ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ان نکات کو پروموٹ کریں۔ ان کو مزید ڈیولپ کرنے کی کوشش کریں۔ مزید لوگوں تک پہنچائیں۔ یہ سلسلہ اور پھیلنا چاہئے۔ کراچی کی آبادی دو کروڑ کی تعداد کی طرف رواں دواں ہے لیکن ہم صرف ہزاروں افراد تک ہی اس پروگرام کو پہنچا پائے ہیں۔ اس پیغام کو پھیلانے کے لئے ہمیں مدرسین کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے۔ مدرسین کہاں سے آئیں گے؟ باصلاحیت افراد اس کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں گے اور اپنے اندر مطلوبہ صلاحیت پیدا کریں گے تبھی یہ ممکن ہوگا۔ ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں۔ کتنے ہی ایسے نوجوان ہیں جن کا اعلیٰ دنیوی کیریئر انتظار کر رہا تھا لیکن انہوں نے اسے ترک کر کے اعلیٰ ترین کیریئر یعنی قرآن مجید کے سیکھنے سکھانے کے عمل کے لئے اپنے آپ کو فارغ کیا۔ یک سالہ قرآن فہمی کورس کیا۔ بعد ازاں درس و تدریس میں لگ گئے اور اپنے آپ کو اس کام میں کھپایا۔ اسی طرح یہ کام پھیل سکتا ہے۔ مزید نوجوانوں کو آگے آنے کی ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ جتنے زیادہ استاد ہوں گے، جتنے زیادہ مدرس ہوں گے، اتنے ہی زیادہ پروگرام ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پروگرام کرنے والوں میں جذبہ بہت ہے۔ کراچی میں جب ہم یہ پروگرام کرتے ہیں تو سارے علاقے میں ساتھی اس پروگرام کی تشہیر اور پروگرامات کے انعقاد کے لئے بے تحاشا محنت کرتے ہیں۔ لیکن اگر بیان کرنے والے نہیں ہوں گے تو ہماری محنت مزید آگے نہیں بڑھ سکتی۔ ہمیں کارکن تو بہت مل جاتے ہیں۔ اصلاً ہمیں زیادہ سے زیادہ اساتذہ ملنے چاہئیں جو خود بھی ثابت کریں کہ ان کا مقصد دنیا کا حصول، شہرت وغیرہ نہیں ہے، کوئی طمع یا لالچ نہیں ہے۔ وہ بے غرض ہوں تب ہی اُن کی بات میں اثر بھی ہوگا۔ اللہ کرے ایسے بے غرض مدرسین مزید تیار ہوں، تاکہ ہم اس کام کو آگے سے آگے بڑھا سکیں۔

س: یک سالہ کورس اور دورۂ ترجمہ قرآن میں خواتین

> ہمارا دشمن ہماری نمازوں، حج اور عمرے سے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا۔ اُسے خطرہ اسلامی نظام سے ہے۔ وہ اپنے ظالمانہ نظام کو دنیا پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہماری توجہ اسلام کے عادلانہ نظام کے غلبہ پر مرکوز ہونا چاہئے

کی شرکت کے حوالے سے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

ج: بلاشبہ ہم نے جتنے بھی یک سالہ کورس منعقد کیے ہیں، قرآن اکیڈمی ڈیفنس سے ان کا آغاز ہوا۔ قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں یہ کورس 2005ء میں اور 2006ء میں قرآن اکیڈمی گلستان جوہر میں شروع ہوا۔ ہم نے اس کورس میں خواتین کی باپردہ شرکت کا انتظام کیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ خواتین نے بھی شرکت شروع کی۔ کورس کی تکمیل کے بعد وہ اس قابل ہوئیں کہ اپنے طور پر بھی اس کورس کو کنڈکٹ کرنا شروع کیا۔ الحمد للہ، جس طرح یہ سلسلہ مردوں میں آگے بڑھا ہے، خواتین میں بھی پیش رفت ہوئی ہے۔ بالخصوص کراچی میں محترم اعجاز لطیف صاحب اور ان کی اہلیہ پہلے یک سالہ کورس میں ایک ساتھ شریک ہوئے تھے۔ ان دونوں کا الحمد للہ ان پروگراموں میں بڑا contribution ہے۔ محترم اعجاز لطیف صاحب تنظیم اسلامی کے نمایاں مدرسین میں ہیں اور انجمن خدام القرآن سندھ کے صدر بھی ہیں۔ ان کی اہلیہ بھی ماشاء اللہ بڑے جذبے کے ساتھ اپنے گھر پر دورۂ ترجمہ قرآن کا شرف حاصل کرتی ہیں۔ خواتین کے لئے دن کا وقت زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ دیگر خواتین بھی مختلف مقامات پر دن کے اوقات میں یہ پروگرام کرتی رہتی ہیں۔ ان کا پروگرام قرآن اکیڈمی کورنگی میں بھی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں، میں اور برادرم انجینئر سید نعمان اختر دن میں پردے کے اہتمام کے ساتھ خواتین میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کرتے رہے۔ الحمد للہ، برادرم عامر خان کی اہلیہ بھی دورۂ ترجمہ قرآن کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ میری اہلیہ قرآن اکیڈمی کورنگی میں یک سالہ کورس میں پڑھاتی بھی ہیں اور ایک بار دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ ہماری شدید خواہش ہے کہ خواتین اس کام میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں، کیونکہ خواتین کو خواتین ہی صحیح معنوں میں متحرک کرسکتی ہیں، ہم نہیں کرسکتے۔ خواتین، خواتین کی نفسیات اور مجبوریوں سے واقف ہوتی ہیں۔ ان کے کام کے زیادہ اثرات ہوں گے۔ اللہ کا شکر ہے، خواتین اس کام میں پیش پیش ہیں۔ میں ندائے خلافت کے فورم سے اپنی بہنوں سے گزارش کروں گا کہ قرآن مجید کو اس نیت سے سیکھیں کہ انہیں آگے سکھانا ہے۔ خواتین کے فکر اور کردار کی اصلاح مردوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔ اس لئے کہ ہمارا مستقبل ان کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ بچوں کی ذہن سازی کریں گی تو وہ دیانت دار شہری بنیں گے اور اگر وہ دین کے خادم بنیں گے تو اس کے دور رس اثرات سامنے آئیں گے۔

س: جماعت اسلامی میں بھی خواتین کا خاصا فعال حلقہ ہے۔ ہم نے خواتین کے حوالے سے اقامت دین کا جو تصور دیا ہے وہ کچھ مختلف ہے۔ اس حوالے سے آپ کچھ فرمائیں۔

ج: دراصل قرآن مجید سے ثابت ہے کہ خواتین کا اصل دائرۂ کار ان کا اپنا گھر ہے۔ "وقار کے ساتھ اپنے گھروں پر رہو اور دور جاہلیت کی مثال پیش کرتے ہوئے اپنے سج دھج کی باہر نکل کر نمائش نہ کرو۔" ہماری پختہ سوچ ہے کہ خواتین اپنے گھر میں محرم مرد حضرات اور دیگر خواتین پر محنت کر کے ان کی ذہن سازی کریں۔ ہمارے سامنے حضرت خنساءؓ کی مثال موجود ہے۔ انہوں نے اپنے شوہر اور چار بیٹوں کو اللہ کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار کیا۔ وہ ایسی خوش نصیب خاتون تھیں کہ ان کی تمنا اللہ تعالیٰ نے پوری کردی اور ایک غزوے میں ان کے شوہر اور چاروں بیٹوں نے جام شہادت نوش کیا۔ کتنا بڑا سودا کر کے وہ گئیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ خواتین کی موومنٹ کم سے کم ہو۔ اگر کوئی باصلاحیت خاتون ہے تو اُس کے دروس قرآن پردے کے اہتمام کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ لیکن ہماری خواہش یہ ہے کہ بنیادی طور پر خواتین اپنے آپ کو اپنے گھر اور اپنے علاقے تک محدود رکھیں۔ تنظیم اسلامی نے جو لائحہ عمل اختیار کیا ہے وہ یہ کہ خواتین اس طرز پر کام کریں کہ پردے کے حوالے سے ان کا معاملہ intact رہے۔ وہ اپنے علاقے اور ماحول کے اندر رہیں، تاکہ ان کی موومنٹ کم سے کم ہو۔ اسی میں ان کی ناموس کی حفاظت بھی ہے اور کام کرنے کی سہولت بھی ہے۔ الحمد للہ، ہم اس حوالے سے کام کر رہے ہیں اور تنظیم کے حلقہ خواتین کا نیا نظام العمل بنا ہے جس میں ان باتوں کو اہمیت دی گئی ہے۔ باہر کا میدان اصلاً مردوں کے لئے ہے۔ مرد پھیل کر کام کریں اور خواتین گھر کے ادارے کو اچھی طرح سنبھالیں اور ان کی سرگرمیاں اپنے قریب کے علاقے تک محدود ہوں۔ وہاں اس کام کو وہ مستحکم کریں۔ جماعت اسلامی کا حلقہ خواتین ماشاء اللہ بڑا منظم بھی ہے اور بڑا اچھا کام بھی ہو رہا ہے۔ البتہ انہوں نے اپنے حلقہ کو وسیع کر رکھا ہے اور بعض اوقات خواتین دعوت کے کام کے لئے لٹریچر لے کر گھروں پر جاتی ہیں اور اس کی وجہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ کچھ خطرات ہیں جو انہیں درپیش ہو سکتے ہیں۔ ہمارا سوچا سمجھا فیصلہ ہے کہ ہمیں خواتین کے حلقے کو مردوں کی طرح پھیلانا نہیں ہے بلکہ وہ ایک محدود دائرے میں رہتے ہوئے کام کریں۔

> میں محسوس کرتا ہوں کہ دورۂ ترجمہ قرآن کا پورا سلسلہ الہامی ہے اور اس کی شرف قبولیت یہ بتارہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفہ ہے جو اس نے محترم ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ ہم سب کو دیا ہے

س: آپ دورۂ ترجمہ کا مستقبل کیسا پاتے ہیں؟

ج: میرا دورۂ ترجمہ قرآن کے حوالے سے یہ احساس ہے کہ یہ ایک الہامی سلسلہ ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے ذہن میں یہ بات آئی اور اس کے باوجود کہ اس میں مشقت ہے، لوگوں کو نیند کے ایک بڑے حصے کی قربانی دینی پڑتی ہے اور مزید یہ کہ دن کو بھی مختلف کام ہوتے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کا ذوق وشوق اس حوالے سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ سلسلہ اور آگے بڑھے گا۔ تاہم اس کے لئے مزید محنت کی ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے لئے مزید اساتذہ ملیں۔ قرآن مجید کی خدمت کا کام ایسا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ 1990ء میں جب میں پہلی مرتبہ اپنے محلے کی مسجد میں دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو بڑی مخالفت کا سامنا ہوا کہ یہ کوئی نئی چیز شروع ہو رہی ہے۔ یہ کوئی بدعت ہے کہ نماز تراویح کے ساتھ ترجمہ بھی ہوگا۔ میں نے تنقید کرنے والوں کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی کہ یہ بدعت نہیں ہے۔ قرآن مجید بیس مرتبہ کہتا ہے کہ میں ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ لیکن ہم قرآن کی ہدایت سے محروم ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کراچی کے ایک بڑے دار العلوم سے فتویٰ بھی لیا گیا۔ انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ پروگرام قطعاً بدعت نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے اس طور پر نماز تراویح پڑھنا احسن ہے۔ ہاں ایسا نہ ہو کہ ہم رات کو پروگرام کرتے ہوئے لاؤڈ سپیکر اس طرح استعمال نہ کریں کہ علاقے والوں کی نیند خراب ہو اور یہ کہ اگر کوئی اس طرز پر نماز تراویح نہ پڑھ رہا ہو تو ہم کہیں کہ اس کی نماز تراویح ہوئی ہی نہیں۔ اگر اس قسم کی خرابیوں سے بچتے ہوئے اس طرز پر تراویح کی نماز پڑھی جائے تو یہ ایک احسن طریقہ ہے۔ یہ اللہ کی کتاب کو پھیلانے کا سلسلہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں ان شاء اللہ مستقبل میں یہ سلسلہ اور سے اور بڑھے گا اور اس کے ذریعہ لوگ اللہ کی کتاب سے وابستہ ہوں گے اور معاشرے میں تبدیلی آئے گی۔

س: مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب اس کام کا آغاز کیا گیا تھا تو اس وقت بھی مخالفت ہوئی تھی۔

ج: جی، آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ کراچی کی ایک دینی درس گاہ کی طرف سے ایک فتویٰ آیا تھا جس میں اس کام کی نفی کی گئی تھی۔ لہٰذا ہمیں بھی تشویش ہوئی تھی کہ یہ فتویٰ ایک اہم دینی درسگاہ کا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی غلط کام کر رہے ہوں۔ ہم نے دارالعلوم کراچی سے فتویٰ لیا۔ ان کو پورے پروگرام کی تفصیل بتائی اور لاہور میں جامعہ اشرفیہ سے بھی رہنمائی لی۔ خدا کا شکر ہے کہ ان دونوں بڑے دارالعلوموں نے پروگرام کے حق میں فتویٰ دیا اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے 1988ء کے کسی مہینے کے "میثاق" میں جو تنظیم اسلامی کا ترجمان ماہنامہ ہے، ہم نے یہ فتوے چھاپ بھی دیئے تھے۔

> باہر کا میدان اصلاً مردوں کے لئے ہے۔ مرد پھیل کر کام کریں اور خواتین گھر کے ادارے کو اچھی طرح سنبھالیں اور ان کی سرگرمیاں اپنے قریب کے علاقے تک محدود ہوں

س: اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا ہے "اے اہل ایمان! صبر و مصابرت سے کام لو، مربوط رہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ"۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ جو مربوط رہنے والا معاملہ ہے، یہ مذہبی جماعتوں میں کم ہی نظر آتا ہے بلکہ بالعموم ان کے مابین ایک طرح کی اجنبیت کی فضا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

ج: دراصل بدقسمتی سے ہمارے ہاں اسلام دین کے تصور سے محدود ہو کر مذہب بن گیا ہے۔ مذہب کی بنیاد پر جو عقائد ہیں اور جو عبادات کے طور طریقے ہیں، اس کی بناء پر ہمارے ہاں مختلف مسالک میں اختلاف رائے ہے۔ یہ اختلافات کچھ زیادہ نمایاں ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ سے ہمیں آپس میں کافی فرقہ وارانہ پھوٹ نظر آتی ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ قرآن کا پیغام جوں جوں پھیل رہا ہے، لوگوں کا تصورِ دین وسیع ہو رہا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ جو مختلف مسالک کے اختلافات ہیں وہ فروعی نوعیت کے ہیں۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ کچھ عرصے پہلے وطن عزیز میں متحدہ مجلس عمل کی صورت میں ایک ایسا اتحاد وجود میں آیا جس میں تمام مسالک و مکاتب فکر کے لوگ شامل تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس میں سیاسی اعتبار سے بعض ایسے فیصلے ہوئے کہ جس کی وجہ سے یہ اتحاد آگے چل نہیں سکا۔ لیکن الحمدللہ اس اتحاد میں مذہبی اعتبار سے کوئی تفریق پیدا نہیں ہوئی۔ جوں جوں ہم قرآن کے پیغام کو آگے پہنچائیں گے، عوام الناس کے ذہن میں دین کا وسیع تصور راسخ ہوتا چلا جائے گا اور وہ مذہبی اختلافات کو پس پشت ڈالیں گے اور ایک بڑے مقصد کے لئے جمع ہو جائیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تحریک پاکستان چلی تھی تو پاکستان کے قیام کا بڑا مقصد سامنے تھا۔ ہم نے اپنے فروعی، لسانی اور علاقائی اختلافات کو بھلا دیا تھا اور قیام پاکستان کے مقصد پر متحد ہوئے تھے۔ اسی طرح اگر لوگوں کو بتایا جائے کہ ہمارا دشمن ہمارے عقائد اور عبادات کا دشمن نہیں۔ وہ تو اسلام کے عادلانہ نظام کا دشمن ہے، لہٰذا ہمیں اسلام کو نظام غالب کرنے کے لئے اپنی توانائیاں لگانی چاہئیں۔ ہم اگر یہ پیغام لوگوں تک پہنچائیں گے تو لوگ اس بڑے مقصد یعنی غلبہ اسلام کے مشن کے لئے اپنے فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال دیں گے اور متحد ہو جائیں گے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اکثر و بیشتر ہم ردعمل کے طور پر سب کچھ کر لیتے ہیں۔ افغانستان میں تحریک ایک ردعمل کے طور پر شروع ہوئی۔ نہ وہاں روس آتا اور نہ دینی تحریک میں ردعمل پیدا ہوتا۔ اس طرح جب دشمن کے ناپاک عزائم زیادہ نمایاں ہوتے چلے جائیں گے اور وہ اپنے پر پرزے پھیلائے گا تو ردعمل کے طور پر ہم ایک بڑے مقصد کے لئے متحد ہو کر کام کرنا شروع کر دیں گے۔

س: اب آخری سوال یہ کہ آپ قارئین کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ج: قارئین ندائے خلافت اس وقت یہ محسوس کر رہے ہوں گے کہ ہمارے دین کا اور ہمارا دشمن انتہائی منظم ہے۔ وہ رفتہ رفتہ عالم اسلام کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہے اور اب ایک عام مسلمان بھی یہ محسوس کر رہا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جنگ دہشت گردی کے خلاف نہیں اور نہ ہی تیل اور دیگر معدنیات پر قبضہ کرنا اس کے پیش نظر ہے۔ بلکہ اس یلغار کی پشت پر اسلام دشمنی کارفرما ہے۔ اسلام کا ایک پودا افغانستان میں لگا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ مستحکم ہو رہا تھا۔ طالبان نے وہاں پر اسلامی امارت قائم کر دی تھی۔ اسلام دشمنوں نے محسوس کیا کہ اگر یہ سلسلہ آگے بڑھا تو یہ ہمارے نظام اور مفادات کے لئے نقصان دہ ہو گا۔ لہٰذا پوری عیسائی دنیا متفق ہو کر وہاں پر آ گئی اور انہوں نے افغانستان کی اسلامی حکومت کو ختم کر دیا۔ اب پاکستان جس کے پاس ایٹمی صلاحیت ہے اور جو عالم اسلام کا قلعہ ہے جہاں دینی جذبہ بھی موجود ہے، دشمن یہاں پر اپنے پنجے گاڑ رہا ہے۔ اس طوفان کا مقابلہ ایک طوفان کے ذریعہ ہی کیا جا سکتا ہے کہ سیل آخر سیل ہے، سیل کو لیتا ہے تھام...... ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم منظم انداز میں اس طوفان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کریں۔ الحمدللہ انفرادی سطح پر ہمارے ہاں اسلام پر عمل کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ لیکن یہ عبادات عمرے، حج اور اعتکاف کی حد تک ہے۔ قارئین پر واضح ہو جانا چاہیے کہ ہمارا دشمن ہماری نمازوں، حج اور عمرے سے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا۔ نہ وہ ان چیزوں کو روکنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے ظالمانہ نظام کو دنیا پر مسلط کرنا چاہتا ہے اور سود کے جابرانہ معاشی نظام کے ذریعے ہمارا خون چوسنا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہماری بھرپور توجہ اسلام کے عادلانہ نظام کے غلبہ پر مرکوز ہونا چاہئے۔ منظم مخالفت کا مقابلہ منظم انداز سے ہی ہو سکتا ہے۔ ہمیں ایک جماعت کی بنیاد پر متحد ہو کر دنیا میں عادلانہ نظام کے نفاذ کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے لئے دعوت کا ذریعہ قرآن مجید ہے۔ اس کے ذریعہ ہم لوگوں تک پیغام پہنچائیں۔ دین کا وسیع تصور ان پر واضح کریں۔ اسی کے ذریعہ لوگوں میں جذبہ جہاد پیدا کریں اور اسی کی بنیاد پر ہم منظم ہوں۔ اس کتاب نے پہلے بھی ہمیں "فتنے" سے نکالا تھا۔ صحابہ کرامؓ کو منظم کیا تھا۔ انہوں نے دنیا میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر دیا تھا۔ آج بھی احادیث مبارکہ کی رو سے یہی کتاب ہمیں فتنے سے نکالے گی۔ اس کتاب کی تعلیمات کو پھیلانے کے مشن کو آگے سے آگے بڑھائیں اور اس کتاب میں وارد احکام شریعت کے نفاذ اور اس کے نظام کو غالب کرنے کی کوشش کریں۔ اس کوشش کے لئے ہم جتنی بھی توانائی اور مساعی لگا سکتے ہیں، اسی میں ہماری دنیا کی بھی بھلائی ہے اور اسی میں ہماری عاقبت کی خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے "جہاد کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ جہاد کا حق ہے"۔ میرا پیغام یہی ہے کہ ہم اللہ کے دین کے غلبے کے لئے اپنے وسائل لگائیں جیسے لگانے کا حق ہے۔ زیادہ سے زیادہ وقت اس مشن میں لگائیں۔ زیادہ سے زیادہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کریں۔ زیادہ سے زیادہ جسم و جان کی توانائیاں لگائیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس کی توفیق عطا فرمائے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام قارئین کو بھی اپنے راستے میں جہاد کے لئے قبول فرمائے۔

س: برادرم نوید احمد صاحب! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اپنی قیمتی مصروفیات سے اس انٹرویو کے لئے وقت فارغ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

ج: آپ کا بھی بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ خیرا و احسن الجزا

اکثر مسلمان ملکوں میں "ملک و ملت" کے الفاظ ناقابل تقسیم وحدت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، حالانکہ قومی ریاست اور ملت تو قوس قزح کے مخالف سروں پر دو انتہائیں ہیں

ترجمہ: محمد فہیم

اسلام اور قومی ریاست

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade
کا قسط وار اُردو ترجمہ

طالبان امریکہ کے لیے کوئی چیلنج اور عسکری خطرہ نہیں تھے۔ انھوں نے تو ابھی اپنے لئے کوئی واضح لائحہ عمل بھی متعین نہیں کیا تھا۔ بات صرف یہ تھی کہ انھوں نے اسلام کے مطابق اجتماعی زندگی گزارنے کا ایک مصمم ارادہ کیا تھا۔ طالبان کے اس رویہ (اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے عزم) نے ایک مباحثہ کو جنم دیا، جس سے اسلام دشمن قوتوں کو تشویش لاحق ہوگئی۔ ان قوتوں کو جو خوف لاحق ہوا اس کا اظہار برطانوی ہوم سیکرٹری چارلس کلارک کے اس بیان سے ہوتا تھا جس میں انھوں نے برملا کہا: ''خلافت کے ازسرِنو زندہ ہونے، قانونِ شریعت کے اجراء، مساوات مرد وزن کے خلاف کوئی اقدام اور آزادی اظہار خیال پر قدغن جیسی باتوں کی کوئی اجازت نہیں دی جاسکتی اور ان ایشوز پر کوئی بحث ومباحثہ خارج از امکان سمجھا جائے۔''

ظاہر ہے، رمزفیلڈ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اس پر کوئی بات چیت نہیں ہوسکتی کہ اللہ کے حضور مکمل طور پر سر تسلیم خم ہونے کے بعد مسلمانوں کی طرزِ زندگی کیسے ہونی چاہیے۔ رمزفیلڈ کا بات چیت نہ کرنے پر اصرار اس کے اس خوف کی عکاسی کرتا ہے جو اسلامی فکر کی حدود سے نکل کر خالص اور صحیح شکل میں ظاہر ہونے کے امکان سے لاحق تھا۔ اسے یہ بھی فکر تھی کہ جب عوام الناس کو اسلام کا بنیادی مفہوم سمجھانے کے لیے بات چل نکلے گی تو وہ کس طرح آزادیٔ خیال اور آزادیٔ تقریر کو روک سکیں گے۔

مثال کے طور پر یہ بات بجائے خود انقلاب ہے کہ مسلمانوں کا اس حقیقت پر یقین پختہ ہوجائے کہ انسانوں کو نسلی، لسانی، جغرافیائی اور قومیت کی بنیادوں پر تقسیم کرنا ایک غلط کام ہے۔ ہاں اللہ کی طرف سے یہ بات ہے کہ اس (باری تعالیٰ) نے انسانوں کو مختلف قبائل میں برائے شناخت تقسیم کر دیا ہے۔ مصیبت تب بن جاتی ہے جب ان بنیادوں پر دوسروں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جائے اور ان کے درمیان ''قومی ریاستوں'' کے تصور پر دیواریں کھڑی کی جائیں، جس سے ایک مسلم ریاست کو دوسرے کے خلاف دُنیاوی مفادات کی خاطر اُکسانے کی راہیں کھلتی ہیں۔

جو کوئی بھی اسلام قبول کرتا ہے وہ اسی وقت امت مسلمہ کا حصہ بن جاتا ہے۔ اب اُس کا کام صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ کے قانون اور اس کے معیارات کے مطابق زندگی بسر کرے۔ جب تک کوئی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، اس کے لیے اس اصول سے انحراف ناممکن ہے۔ ہاں ان فرائض (کی قید) کے ساتھ اسے کچھ ناقابل انتقال حقوق بھی حاصل ہوجاتے ہیں۔

یہ اسرائیلی ریاست جیسا معاملہ نہیں جہاں اندازاً تین لاکھ

برطانوی ہوم سیکرٹری چارلس کلارک کے اس بیان سے ہوتا تھا جس میں انھوں نے برملا کہا:
''خلافت کے ازسرِنو زندہ ہونے، قانون شریعت کے اجراء، مساوات مرد وزن کے خلاف کوئی اقدام
اور آزادی اظہار خیال پر قدغن جیسی باتوں کی کوئی اجازت نہیں دی جاسکتی''

نقل مکانی کرنے والے یہودیوں کو اسرائیلی حکومت اور ربائی دونوں یہودی تسلیم کرنے کو تیار نہیں اور اس وجہ سے ان کو شہریت ملنے میں دشواری کا سامنا ہے۔ اسلام میں بس داخل ہونا ہی امت کا حصہ اور اسلامی ریاست/امارت کا شہری بننے کے لیے کافی ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ایسے شخص کی جائے پیدائش کون سی ہے اور اس کا تعلق کس نسل سے ہے۔ مسلمان اور غیر مسلم دونوں عام طور پر مسلم اکثریت والے ملکوں کو اسلامی ملک پکارتے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ باور کرا دیا جاتا ہے کہ اگر تمام مسلمان ممالک ایک ہی اسلامی مملکت میں یکجا بھی کیے جائیں تو پھر بھی یہ

زمین آبادی، حکمرانوں اور رعایا ہی پر مشتمل شے ہی ہوگی، تو فرق کیا واقع ہوا ہے؟ اس بنا پر مسلمان ذہنی طور پر موجودہ صورت حال قبول کر چکے ہیں جس میں علاقوں کو مختلف مسلم ممالک کی شکل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ اگر کچھ اسلامی شقوں کا اسلامی ملکوں کے دساتیر میں اضافہ کیا جائے تو اس سے یہ ملک اسلامی ملک بن جائیں گے۔ بعض دوسروں کی رائے ہے کہ ایسی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اس قسم کے بہانے ان کوششوں کا حصہ ہیں، جو اسلام کو ایک قومی ہیئت یا قومی ریاست تک محدود کیے جانے کے لیے کی جارہی ہیں۔

اسلام کو قومیانے اور ایک واحد اسلامی نشانی یا دارالاسلام اور غیر اسلامی مملکتوں کے درمیان فرق کو مٹانے کے لیے کئی ایک مسلم اکثریت والے ممالک عرصہ دراز سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ غیر اسلامی ملکوں کے سامنے اپنے آپ کو ایک اسلامی ملک کے ماڈل کے طور پر پیش کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عام لوگ تو درکنار معروف سکالرز اور مذہبی جماعتوں کے رہنما بھی اسلامی اور غیر اسلامی مملکت میں فرق کے متعلق ابہام سے دوچار ہیں۔ ان کی کوشش یہ رہتی ہے کہ ''مسلم'' اور ''اسلامی'' میں فرق پر کسی قسم کی بحث سے گریز کیا جائے۔ (اور اس چیز کی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے) اکثر مسلمان یہ تاثر لئے ہوئے ہیں کہ جب آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اور ان کے رہنما (حکمران) بھی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر تو

اسلام اور غیر اسلامی ریاست کے درمیان فرق کافی حد تک کم ہوجاتا ہے، جس کی اسلام میں اجازت کی کافی گنجائش موجود ہے۔ قرآنی اصولوں کے مطابق جب تک کہ مسلمان قومی ریاستوں میں منقسم ہوں گے تب تک ان کے لیے ایک امت کی شکل اختیار کرنا مشکل ہوگا۔ اس کے باوجود کہ مسلمانوں کا ان مختلف ریاستوں میں تقسیم ہونا کوئی ناجائز بات نہ ہو۔

پرویز مشرف جیسا ڈکٹیٹر اس ایشو پر بات کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے جب وہ دُنیا کو یہ بتاتا ہے کہ اب مسلمان اسلام کے ساتھ اس طرح نہیں رہ سکتے جس طرح

موجودہ 57 مسلمان ملکوں کی حیثیت اسلامی امارت کی باقیات پر نوآبادیاتی تجاوزات کے علاوہ کچھ نہیں۔ ان تجاوزات کے وجود سے مسلمانوں میں ایک اُمت ہونے کا احساس نہیں اُبھر سکتا

وہ خلافت کے تحت ساتویں صدی عیسوی میں رہا کرتے تھے۔ اسے یہ بھی احساس نہیں کہ موجودہ 57 مسلمان ملکوں کی حیثیت اسلامی امارت کی باقیات پر نوآبادیاتی تجاوزات کے علاوہ کچھ نہیں۔ ان تجاوزات کے وجود سے مسلمانوں میں ایک اُمت ہونے کا احساس نہیں اُبھر سکتا۔ یہ تو صرف اس لئے گھڑی کی گئی ہیں کہ اس سے مسلمان ایک گونہ تسلی میں رہیں۔ لفظ ''اُمت'' ان لوگوں کے لیے بہت ہی خوفناک لفظ ہے، جو اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے میں مصروف ہیں۔ اسلام مخالف قوتوں کے لیے مسلمانوں کو مختلف قومیتوں اور ریاستوں میں تقسیم کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جب بھی مسلمانوں میں امت واحدہ کا کوئی خیال اُبھرتا ہے تو خائف قوتیں ان پر انتہا پسندی اور عدم برداشت کے الزامات لگاتی ہیں۔ اس کی وجہ بہت آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔ اگر مسلمان متفرق حالت میں نہ ہوں اور اُن کے ہاں تابع مہمل مسلمان بادشاہ، ڈکٹیٹرز اور جرنیل موجود نہ ہوں تو پھر قابض قوتیں اپنی ملٹی نیشنل کارپوریشنز، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ساتھ ہو کر اپنی معاشرتی، ثقافتی اور اقتصادی استحصال کی پالیسیاں جاری رکھنے کے لیے کوئی بھی ذریعہ نہیں پا سکیں گی۔ ایڈورڈ ڈبلیو سیڈ نے 1996ء میں کہا تھا: ''اکثر اسلامی ممالک مایوس کن حد تک افلاس زدہ، ستم رسیدہ اور فوجی وسائنسی اعتبار سے اتنے بے کار ہیں کہ اپنے شہریوں کے سوا وہ کسی کے لیے بھی خطرہ نہیں بن سکتے اور ان میں سعودی عرب، مصر، اُردن اور پاکستان جیسے ممالک بھی شامل ہیں جو سب سے طاقتور مانے جاتے ہیں۔ یہ تمام امریکی گھڑے کی مچھلی ہیں۔ سیموئیل ہنٹنگٹن، مارٹن کریمر، برنارڈ لیوس، ڈینئل پیپس، سٹیون ایمسن اور ہیروین جیسے ماہرین اور اسرائیلی اہل دانش کو جو فکر ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس بات کو یقینی بنا دیا جائے کہ یہ خطرہ ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے اور یہ کہ اسلام کو دہشت گردی، مطلق العنان اور خودسری اور تشدد کے حوالے سے بدنام کیا جاتا رہے اور خود اپنے لئے منافع بخش Consultancies ٹی وی سکرین پر نمودار ہونے اور کنٹریکٹس (Contracts) کے مواقع کے حصول کو یقینی بنایا جائے۔

اگر کہیں اُمت واحدہ کا وجود ہوتا تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ مملکت اسلامی کا کوئی حصہ دشمن کے قبضہ کے تحت کراہ رہا ہو اور بقیہ مملکت کنارے سے اس کا نظارہ کر رہی ہو۔ زمانہ حال کی مسلم دُنیا 57 مسلمان ممالک میں منقسم ہے، جن کی 57 جدا جدا پالیسیاں اور شرک آلود 57 مختلف قومی ترانے ہیں اور ان کے مفادات مختلف اور منقسم ہیں۔ او آئی سی اور عرب لیگ انہی وجوہات کی بنا پر کسی کام کے نہیں رہے۔ افغانستان اور عراق پر آج امریکی قبضہ اور کل کلاں شام اور ایران پر امریکی حملہ کے ارادوں سے ان مسلمان ملکوں کے مفادات کو کوئی گزند نہیں پہنچی۔ امریکہ جب کسی جز کو شکار بنانا چاہتا ہے تو کسی خوف اور رکاوٹ کے بغیر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ وارلارڈز کے سرخیلوں کی اکثریت (جیسے نیویارک ٹائمز کے تھامس فریڈمین) عربوں کو مسلمانوں سے علیٰحدہ شناخت کرا رہی ہے۔ جب وہ مسلمانوں کے متعلق قلم اُٹھاتے ہیں تو کچھ یوں لکھتے ہیں ''عرب اور مسلمان''۔ گویا وہ دُنیا کو یہ باور کرا رہے ہوتے ہیں کہ عرب مسلمان نہیں کوئی اور چیز ہیں۔ اس قسم کے پروپیگنڈے کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ جو لوگ مسلمانوں پر قبضہ اور مظالم کے خلاف ہیں پھر وہ بھی وہی زبان بولنا شروع کر دیتے ہیں جس سے مسلمانوں کی یہ تقسیم اور پختہ ہو جاتی ہے۔ مسلمان قومی ریاستوں کی خودمختاری اور آزادی ایک اور ہی مذاق ہے۔ ایک طرف سکول کی ٹیکسٹ بکس حب وطن پر مبنی مضامین سے بھری پڑی ہیں اور قومی ریڈیو اور ٹی وی سٹیشن وطن پرستی کے گیت گاتے نہیں تھکتے تو دوسری طرف یہ ریاستیں اپنے نوآبادیاتی آقاؤں کے سامنے تابع مہمل کٹھ پتلیوں سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتیں۔ بدقسمتی سے پاکستان پر یہ مثال سب سے زیادہ صادق آتی ہے، جو ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود اپنے دشمنوں کو دور رکھ سکا اور نہ ہی قوموں کی برادری میں اپنی آزادی اور خودمختاری کی حفاظت کر سکا۔ یہی حال دوسرے مسلمان ملکوں کا ہے اور ان کی آزادی ایک قسم کے مذاق سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اس کتاب کے باب اوّل میں یہ بات تفصیل کے ساتھ زیر بحث لائی گئی ہے کہ دور جدید کے صلیبی جنگجو کسی کی ریاستی خودمختاری اور آزادی کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔ کیتھولک یونیورسٹی میلان میں جیو پالٹکس کے استاد ویٹوری ای پرسی نے کروسیڈرز کے متعلق نظریہ پر جو بحث کی ہے اس کا ذکر اس کتاب کے باب اول و دوم میں موجود ہے۔ ویٹوری اپنی تازہ کتاب "The Inevitable Alliance: Europe and the United States Beyond Iraq" (شائع شدہ میلان یونیورسٹی 2003) میں دعویٰ کرتا ہے: ''تمام ریاستوں میں ''برابری'' کا تصور ایک ایسا دستوری افسانہ ہے جو بودا (Untenable) ہے یعنی اس کے وجود کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ اسلام کے نزدیک ان نام نہاد خودمختار مسلم ریاستوں کی حفاظت کی خاطر جان دینا معیوب اور ممنوع ہے۔ یہ ریاستیں اپنے لوگوں اور بیرونی دُنیا میں مظلوم مسلمانوں کے مقابلہ میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے حقوق اور مفادات کی حفاظت کو زیادہ ترجیح دیتی ہیں۔''

کیا پرویز مشرف نے 12 جنوری 2001ء کے ایک ٹیلی ویژن خطاب میں کھل کر قوم سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ ہم ہر جگہ پر مسلمانوں اور اسلام کے ذمہ دار نہیں۔ اس کے اصل الفاظ یہ تھے: ''ہم کوئی اسلام کے ٹھیکیدار تو نہیں'' اس جیسے گھٹیا الفاظ کو کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کے مصائب کے پس منظر میں دیکھنا چاہیے۔

قومی ریاست اور ملت قوس قزح (Spectrum) کے دو مخالف سروں پر دو انتہائیں ہیں۔ قومی ریاست مسلمانوں کو محفوظ جغرافیائی حدود میں محدود کرتی ہے اور انہیں صرف اندرونی طور پر اپنے معاملات پر توجہ دینے کا تصور دیتی ہے۔ اس کے برعکس امت مسلمانوں کو اسلام کی بنیاد پر دُنیا بھر کے مسلمانوں کے مسائل اور مشکلات پر عالمی سطح پر سوچنے کا تصور دیتی ہے۔ اکثر مسلمان ملکوں میں میڈیا اور عوام ''ملک و ملت'' کے الفاظ ناقابل تقسیم وحدت کے طور پر استعمال کرتے ہیں، جبکہ یہ دونوں بالکل دو علیٰحدہ چیزیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے ان الفاظ کے بنیادی مفہوم واضح نہیں۔ مسلمانوں کی وفاداری اور حب الوطنی کے جذبات کو جس طرح قومی ریاستوں کے ساتھ متعلق سمجھا گیا ہے، اس سے ملت کا تصور قومی ریاست کے مقابلے میں ایک ذیلی حیثیت حاصل کر چکا ہے اور یہی حیثیت اسلام کو بھی دی گئی ہے۔ بہت سوں کی نظروں میں ان کی اپنی قومیت ہی ان کے لیے ملت کی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ (جاری ہے)

صلیبی جنگوں سے دہشت گردی تک

ملک الطاف حسین

ہزار سال قبل لڑی جانے والی صلیبی جنگوں کے اسباب بظاہر "بیت المقدس کی آزادی" کے نعرے سے عبارت ہیں مگر درحقیقت بیت المقدس کو آزاد کرانے کے درپردہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا منصوبہ تھا، سلطان صلاح الدینؒ ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد جس کمال مہربانی کا مظاہرہ کیا اس کا اعتراف مغربی مورخین نے بھی کیا ہے۔ اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی مزید برآں آج ایک ہزار برس گزر جانے کے بعد بھی اگر یہود، ہنود اور نصاریٰ کے گٹھ جوڑ کو دیکھا جائے، فلسطین، کشمیر، چیچنیا، عراق اور افغانستان جیسے تنازعات کے پس منظر اور پیش منظر کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کچھ اسی ایجنڈے کا تسلسل ہے کہ جو آج سے ہزار برس قبل پیٹر راہب، شہنشاہ فریڈرک باربروسا (جرمنی) فلپ آگسٹس دوم (شاہ فرانس) اور شیر دل رچرڈ (انگلستان) کا تھا۔

مسلمانوں کو ہر دور میں کچلنے کے لئے کسی نہ کسی الزام اور بدنام کرنے والے القاب سے نوازا گیا، بنیاد پرستی کے الزام کی تکرار کرتے کرتے اب مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے دیا گیا، یہ جدید دور کی اصطلاح اور الزام ہے۔ جو لوگ نائن الیون کا حوالہ دیتے ہوئے امریکا کی جانب سے لگائے جانے والے دہشت گردی کے الزام کو درست قرار دیتے ہیں، وہ کم علم ہیں۔ ورنہ کیا انھیں یہ یاد نہیں کہ جہادِ افغانستان کی کامیابی اور سوویت یونین کے شکست و ریخت کے بعد امریکہ کے سابق صدر نکسن نے یہودی اور عیسائی دنیا کے نام ایک کھلے خط میں لکھا تھا کہ "اب سوویت روس اور کمیونزم کی پسپائی کے بعد مغربی دنیا کو اگر کسی سے خطرہ ہے تو وہ اسلام ہے۔ اس لئے عالمِ اسلام کو متحد نہ ہونے دیا جائے اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈا مہم تیز کردی جائے"۔ اس خط کے مندرجات کو دیکھئے اور امریکی عزائم کو سمجھئے۔ 62 برس سے مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر کی موجودگی، بیت المقدس پر یہودیوں کا دوبارہ قبضہ اور بابری مسجد کا ملبہ، کیا یہ سمجھانے کے لئے کافی نہیں۔ تاریخ انسانی کے سب سے بڑے دہشت گرد اور جارح کون ہیں جنہوں نے آج کے دور میں بھی صابرا اور شتیلا کے کیمپوں میں انسانیت سوز مظالم کرنے کے علاوہ گوانتاناموبے، ابوغریب اور بگرام جیسے عقوبت خانوں سمیت دنیا بھر میں ایسی خفیہ جیلیں قائم کررکھی ہیں کہ جن میں ہونے والے مظالم پر شیطان کو بھی شرم آجائے۔ امریکیوں، اسرائیلوں اور بھارتیوں کی قید میں مسلمان عورتوں، بچوں اور مردوں کے ساتھ کس طرح کا ہولناک اور شرمناک سلوک ہو رہا ہے، اس کی رپورٹیں خود مغربی میڈیا میں آچکی ہیں جنہیں پڑھ کر ایسا نہیں لگتا کہ امریکا اور اس کے اتحادی اقوام کا بھی مہذب اور تعلیم یافتہ اقوام میں کوئی شمار ہوتا ہے۔ افغانستان جیسے غریب اور تباہ حال ملک کے عوام پر کارپٹ بمباری، 2008ء میں اسرائیل کا غزہ کے علاقے کا محاصرہ کرنا اور پھر اس محاصرے کے اندر 15 لاکھ فلسطینیوں پر قیامت برپا کر دینا۔ بغداد پر میزائلوں کی بارش اور 16 لاکھ عراقی مسلمانوں کا قتل، 62 برس سے کشمیر پر قبضہ، قبضے کے دوران مردوں کا اغوا، قتل اور عورتوں کی عصمت دری جیسے ظالمانہ اور شرمناک واقعات کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز کسی کے پاس ہے؟ 1967ء سے بیت المقدس پر اسرائیل کا قبضہ، مسجد کو آگ لگانے اور شہید کرنے کی کوشش کرنے کے واقعات، پاپائے روم پوپ بینی ڈیکٹ کا 2006ء میں پیغمبر آدم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا اور دینِ اسلام کو تشدد کی تعلیم دینے والا مذہب قرار دینا، 2006ء میں ڈنمارک کے اخبارات میں خاتم النبیین ﷺ سے متعلق گستاخانہ خاکوں پر اسلامی دنیا کے احتجاج کے جواب میں مغربی حکومتوں کا اسے آزادیٔ صحافت قرار دے دینا، 4 مئی 2006ء کو جرمن پولیس کے تشدد سے عامر چیمہ کا شہید ہو جانا، افغانستان پر حملہ کرتے وقت صدر بش کا واشگاف الفاظ میں یہ کہنا کہ یہ صلیبی جنگ ہے۔ صدر بارک اوباما کا انتخابی مہم کے دوران یہ کہنا کہ اگر 9/11 جیسا واقعہ دوبارہ ہوا تو مکہ اور مدینہ پر حملہ کر دینا چاہیے۔ کیا یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ امریکا اور اس کے مغربی اتحادی کس قدر اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں؟

ایران کی موجودہ حکومت کو گرانے کے لئے کانگریس کی طرف سے 40 کروڑ ڈالر کی منظوری، طالبان کی منتخب حکومت کو نیٹو افواج کے حملے کے ذریعے اقتدار سے محروم کرنا اور ہیلی کاپٹر پر لے جا کر حامد کرزئی کو کابل کے اقتدار پر بٹھانا، سوڈان کے منتخب صدر عمر حسن البشیر پر جنگی جرائم میں ملوث ہونے کا الزام لگاتے ہوئے عالمی عدالت برائے جنگی جرائم سے وارنٹ گرفتاری جاری کروا دینا، حماس کی منتخب حکومت کو تسلیم نہ کرنا، سعودی حکومت کو ایک سخت گیر بنیاد پرست حکومت قرار دینا، کیا اس بات کا اظہار نہیں کہ امریکا عالمِ اسلام میں ایسی جمہوریت اور انتخابات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ جن کے نتیجے میں امریکا مخالف برسرِ اقتدار آجائیں۔ جنوبی ایشیا سے لے کر مشرقِ وسطیٰ تک بھارت، اسرائیل اور امریکا کی ایک ہی پالیسی ہے کہ جس میں اسلامی ممالک کو سیاسی، اقتصادی اور فوجی دباؤ میں رکھتا ہے؟ اگر تمام حالات کو دیکھا اور سمجھا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ بیت المقدس سے بابری مسجد تک غزہ سے سری نگر تک، کابل سے بغداد تک، اسلام آباد سے تہران تک اور سوڈان سے ریاض تک صلیبی جنگجو جو سازشیں اور جارحیت کر رہے ہیں، انہیں ناکام بنانے کے لئے پھر سے شاہ فیصل شہید جیسے مدبر، محمود غزنویؒ جیسے بہادر اور سلطان صلاح الدینؒ ایوبی جیسے مجاہد کی ضرورت ہے۔ جب عالمِ اسلام کو ایسی سرفروش، بابصیرت، پرعزم اور دولتِ ایمان سے لبریز قیادت مل جائے گی تو وہی انصاف اور امن کا دن ہوگا۔ ایسا ضرور ہوگا اور ان شاء اللہ جلد ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ "جنگ")

سابق نائب امریکی صدر نکسن نے کہا تھا:

"اب سوویت روس اور کمیونزم کی پسپائی کے بعد مغربی دنیا کو اگر کسی سے خطرہ ہے تو وہ اسلام ہے اس لئے عالمِ اسلام کو متحد نہ ہونے دیا جائے اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈا مہم تیز کردی جائے"

حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام دورہ ترجمہ قرآن

الحمدللہ اس سال ماہِ رمضان المبارک میں حلقہ شمالی کے تحت چار مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن اور چھ مقامات پر خلاصہ مضامین قرآن پروگراموں کا انعقاد کیا گیا، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ گھانچی کمپلیکس: نزد چورنگی حسن چورنگی، نارتھ ناظم آباد میں دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد نیو کراچی تنظیم اور نارتھ ناظم آباد تنظیم نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ مدرس جناب شجاع الدین شیخ اور امام حافظ محمد ایاز تھے۔ ان تناظیم میں گزشتہ 10 سال سے یہ پروگرام ہو رہے ہیں۔ روزانہ اوسطاً 450 مرد اور 350 خواتین نے شرکت کی۔ دوران پروگرام ہر اتوار کو احباب کے ساتھ مذاکروں کا اہتمام کیا گیا۔ الحمدللہ 51 افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دعوتی پروگرام "اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت" میں تقریباً 180 احباب نے شرکت کی۔

2۔ چاندنی لان گلستان جوہر: یہاں پر دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد گلستان جوہر 1 اور 2 نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ مدرس جناب اعجاز لطیف اور امام قاری غلام اکبر تھے۔ ان تناظیم میں گزشتہ 6 سال سے یہ پروگرام ہو رہے ہیں۔ روزانہ اوسطاً 300 مرد اور 175 خواتین شرکت کرتے رہے۔ تیسرے اور چوتھے اتوار کو افطار سے عشاء تک مذاکرہ اور سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ الحمدللہ، 12 حضرات نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ رمضان سے قبل دو مقامات پر کیمپ لگایا گیا اور ایک سہ روزہ کی صورت میں رفقاء نے کام کیا۔

3۔ قرآن اکیڈمی یاسین آباد: دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد وسطی تنظیم کے تحت ہوا۔ یہاں مدرس محمد نعمان اور امام قاری نعمان گل تھے۔ اس تنظیم میں گزشتہ 9 سال سے یہ پروگرام ہو رہا ہے۔ روزانہ اوسطاً 60 مرد اور 70 خواتین شرکت کرتے رہے۔ احباب کو دو بار دعوت افطار میں مدعو کیا گیا۔ اور عید ملن لنچ میں محمد نعمان نے تنظیم کی دعوت پیش کی، جس کے نتیجے میں 9 افراد نے بیعت کی۔ رمضان سے قبل 8 مقامات پر استقبال رمضان کے پروگرام منعقد ہوئے۔

4۔ فاران کلب انٹرنیشنل: یہاں پر گلشن اقبال تنظیم کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد ہوا۔ مدرس جناب راشد حسین اور امام قاری محمد احمد تھے۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام گزشتہ 9 سال سے یہ پروگرام ہو رہا ہے۔ روزانہ اوسطاً 80 مرد اور 40 خواتین نے شرکت کی۔ 24 رمضان المبارک کو احباب کے سامنے تنظیم کا تعارف اور دعوت جناب شجاع الدین شیخ نے پیش کی، جس کے نتیجے میں 8 افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

5۔ خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد 6 مقامات پر ہوا۔ مدرسین کے فرائض نوید مزمل، طارق امیر پیرزادہ، اویس پاشا، ڈاکٹر الیاس، حافظ عبدالباسط اور محمد رضوان نے انجام دیے۔ اندازاً 250 مرد اور 100 خواتین نے ان پروگراموں سے استفادہ کیا۔

ان پروگراموں کی تشہیر کی غرض سے 350 بینرز، 1000 پول ہینگرز اور 80000 ہینڈ بل استعمال ہوئے جبکہ دوران پروگرام تقریباً چار لاکھ روپے کی کتب وسی ڈیز فروخت ہوئیں۔

مسجد عثمان متصل فاران کلب میں گلشن اقبال تنظیم کے تحت اعتکاف کا اہتمام بھی کیا گیا۔ جس میں 24 حضرات نے اعتکاف کی سعادت حاصل کی۔ دوران اعتکاف 6 احباب نے جناب نسیم الدین کی کاوشوں سے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین (رپورٹ: عمر بن عبدالعزیز)

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام مظاہرہ

17 اکتوبر 2009ء بعد نماز عصر تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام امریکی ڈرون حملوں اور کیری لوگر بل کے خلاف ایک خاموش مظاہرہ اور ریلی کا اہتمام کیا گیا۔ شرکاء نے پلے کارڈ اور جھنڈے اُٹھا رکھے تھے۔ قبل ازیں 5000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ رفقاء تنظیم کی مختصر مگر منظم ریلی پریس کلب کوئٹہ سے شروع ہوئی اور منان چوک سے ہوتی ہوئی میزان چوک پر ختم ہوئی۔ تینوں مقامات پر شرکاء تقریباً 15-15 منٹ ٹھہرے رہے۔ اس مظاہرے میں تقریباً 40 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ یہ مظاہرہ نماز مغرب سے قبل اختتام پذیر ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور غلبہ دین حق کی جدوجہد میں ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (رپورٹ: محبوب سبحانی)

تنظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام شب بیداری

تنظیم اسلامی گوجر خان کی دونوں تناظیم نے 17 اور 18 اکتوبر 2009ء کی درمیانی شب مشترکہ شب بیداری کا انعقاد کیا۔ نماز مغرب کے بعد احمد بلال ایڈووکیٹ نے "ایمان کے تقاضے قرآن حکیم کی روشنی میں" پر انتہائی جامع اور ایمان افروز درس قرآن دیا۔ انہوں نے تاریخ اسلام اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے روح پرور واقعات کو اپنی گفتگو کا حصہ بنایا۔ اس کے بعد امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار مشتاق حسین نے احمد بلال ایڈووکیٹ کی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اپنے وجود پر نظر ڈالیں تو اس میں اصل چیز روح ہے، اسی طرح جماعت میں اصل چیز فکر ہے نہ کہ رفقاء کی تعداد۔ انہوں نے رفقا پر زور دیا کہ وہ جماعت کی ہر کال پر لبیک کہیں۔ نماز عشاء اور کھانے کے بعد ملتزم رفیق محمد ادریس نے ماہر القادری مرحوم کی مشہور نظم "قرآن کی فریاد" سنائی۔ اس کے بعد امیر غربی گوجر خان حافظ ندیم مجید نے تنظیمی امور پر رفقاء سے مشورہ کیا، اور اُن کے سوالات کے جوابات دیے۔ آخر میں انہوں نے مذاکرہ کرایا۔ مذاکرے کا موضوع جہاد اور قتال، ایمان، مذہب اور دین میں فرق تھا۔ آرام کے وقفے کے بعد انفرادی نوافل اور تلاوت قرآن پاک کے لیے رفقا کو جگایا گیا۔ بعد ازاں نماز فجر ادا کی گئی۔ اس کے بعد امیر غربی ندیم مجید نے سورۃ الحجرات کی آیات 1 تا 6 کا درس دیا۔ اس پروگرام میں 25 رفقاء نے شرکت کی۔ دعائیہ کلمات اور ناشتہ کے بعد یہ شب بیداری اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ کاوش قبول و منظور فرمائے۔ آمین (رپورٹ: محمد زمان)

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے اسلامک اسٹڈی، باشرع، صوم و صلوٰۃ کی پابند، ماہر امور خانہ داری کے لیے نیک دیندار، برسر روزگار اور تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-3984728

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بی کام، ایم اے اسلامیات، اور ایک سالہ قرآن فہمی کورس کے لیے دینی مزاج، تعلیم یافتہ، برسر روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-2785425, 0321-3879898

سانحہ ارتحال

اے اللہ! بھائی ریاض الاسلام فاروقی کو شہادت کا منصب عطا فرما!

محمد سمیع

برادرم ریاض الاسلام فاروقی مرحوم کے سانحہ ارتحال کے بارے میں کچھ لکھتے ہوئے قلم کانپ جاتا ہے۔ وہ گزشتہ ہفتہ حلقہ کی مجلس مشاورت میں شرکت کے لیے جارہے تھے کہ ایک حادثہ کا شکار ہو کر جام شہادت نوش کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید کا ہمارے دین میں کیا مرتبہ ہے۔ "صلۂ شہید کیا ہے تب وتاب جاودانہ"۔ جی ہاں ایک ایسی حیات جاودانہ جس کا ہمیں شعور نہیں۔ اور شہید کو اللہ تعالیٰ کے پاس سے رزق بھی فراہم ہوتا ہے اور شہید کی روح جنت میں پرندے کی صورت میں محو پرواز ہوتی ہے۔ لیکن ذرا آپ غور فرمائیں۔ خاتم النبیین ومرسلین احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے صحابی حضرت عثمان ابن مخزوم ؓ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ یہ تو اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ کی محبوبیت حاصل تھی۔ حضرت عثمان ابن مخزوم ؓ کو۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ (اے نبی ﷺ آپ کہہ دیں) اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا۔" اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حضور ﷺ کی اتباع میں پوشیدہ ہے اور اتباع کے ذریعہ جو آپ کی محبوبیت حاصل کرلے اس کے کیا کہنے۔ جب ان کا انتقال ہوا ہے تو ان کی ہمشیرہ کی زبان سے فرط جذبات میں یہ الفاظ نکل گئے "میرا بھائی تو جنتی ہے"، تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا ایسا نہ کہا کرو بلکہ یوں کہا کرو کہ اللہ میری بھائی کو جنت نصیب فرمائے۔ میں کیا اور میری حیثیت کیا، "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔ میری کیا مجال کہ میں یہ کہوں کہ ہمارے جواں سال ساتھی ریاض الاسلام فاروقی مرحوم شہادت کے مرتبے پر فائز ہوگئے۔ ہاں میں ان کے لیے اپنے رب سے دعا گو ضرور ہوں کہ ہمیشہ اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرے رکھنے والے اس ساتھی کو مرتبۂ شہادت عطا فرمادے۔ میں اپنے مولا کی رحمت سے یہ امید رکھتا ہوں کہ اس عاجز کی دعا اللہ رب العزت کے دربار میں ان شاء اللہ شرف قبولیت حاصل کرے گی کیونکہ مرحوم نہ صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی جدوجہد کے قافلے میں شامل تھے بلکہ جس وقت ان کی حادثاتی موت واقع ہوئی ہے، وہ نظم کے اعتبار سے اپنے حلقہ کی مجلس مشاورت کے اجلاس میں شرکت کے لیے جارہے تھے۔ اگر ہمارے ہم وطنوں کی عظیم اکثریت اس جدوجہد میں شامل ہوجائے اور اس کے نتیجے میں اللہ کرے کہ وطن عزیز میں نظام عدل اجتماعی قائم ہوجائے تو کسی گاڑی والے کی یہ جرأت نہیں ہوگی کہ وہ سڑکوں پر اپنی گاڑی کو مست ہاتھی کی طرح بھگاتا پھرے۔ غلبۂ اسلام کی صبح روشن کو بالآخر طلوع ہونا ہی ہے، کیونکہ یہ نبی آخر الزماں ﷺ کی پیشنگوئی ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے پوری دنیا پر نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو کر رہے گی۔ البتہ ہمارے غور کرنے کی بات یہ ہے اس کی راہ ہموار کرنے کے لیے ہمارا کتنا حصہ ہوگا۔

پھول کھلے ہیں گلشن گلشن
لیکن اپنا اپنا دامن

اس دعا پر اختتام کرتا ہوں اللھم ارزق شھادۃً فی سبیلک واجعل قبری فی بلد رسولک

☆☆☆

بقیہ: اداریہ

سیڑھی کے طور پر تو استعمال کیا لیکن وہ اُسے ملک میں نافذ کرنے کے لیے کبھی سنجیدہ نظر نہ آئے۔ پاکستان کے قیام کے پچاس سال بعد ہمیں یاد آیا کہ پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ کا نعرہ تو چند چھوکروں نے لگایا تھا۔ دکھ اور رنج کی بات تو یہ ہے کہ مذہبی، سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے۔ وہ بطور انتخابی نشان تو کتاب لینا پسند کرتے ہیں لیکن خود منتخب ہو کر کتاب کو طاق پر رکھ دیتے ہیں۔ ہماری حکومتیں سود کو جاری وساری رکھنے کے لیے عدالتی جنگ لڑتی ہیں اور عدالتیں حکومتی خوشنودی کے لیے فیصلے کو سرد خانے میں ڈال دیتی ہیں۔ ہم تحریک نظام مصطفیٰ چلاتے ہیں لیکن بھٹو کو رخصت کر کے پوچھتے ہیں کون سا نظامِ مصطفیٰ؟ قصہ کوتاہ اپنی بنیادوں پر کلہاڑا چلانے کا ایک سلسلہ ہے جو رکنے کو نہیں آرہا۔ آصف زرداری نامی ایک شخص غلطیوں کے اعادے سے اگر کھائی کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے تو مسلمانانِ پاکستان اللہ سے اپنے کیے گئے عہد سے انحراف کے تسلسل سے ترقی اور خوشحالی کی منازل کس طرح طے کرلیں گے اور اہم ترین بات یہ ہے کہ روزِ محشر کس تاویل یا عذر کا سہارا لے سکیں گے؟

قارئین کرام! معاشرہ اور ریاست افراد کی اجتماعی ہیئت کو کہتے ہیں اور کیا خوب کہا ہے مصور پاکستان حضرت علامہ اقبال نے۔

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
نہیں کرتی کبھی ملت کے گناہوں کو معاف!

آیئے! اپنے اندر سے زرداری نوچ پھینکیں، سابقہ غلطیوں پر اللہ سے معافی مانگیں، وہ بڑا غفور ورحیم ہے، اور عہد کریں کہ اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو قلبی اور ذہنی طور پر تسلیم کریں گے، اللہ کے رسولؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں گے اور کتابِ مبین کو اپنا امام بنا کر صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کو نافذ کریں گے۔ یہی راستہ مملکتِ خداداد پاکستان کو استحکام کی طرف لے جائے گا اور یہی ہماری دنیوی اور اُخروی نجات کا باعث بنے گا۔ زرداری کسی شخص کا نہیں ایک کردار کا نام ہے۔ زرداری کے انجام سے بچنے کے لیے زرداری والے کام چھوڑنے ہوں گے۔ یاد رکھیے، اللہ کی رضا اور اُس کا غضب ناموں اور عہدوں سے نہیں، نیت اور اعمال کے مطابق ہے۔ مزید برآں یہ کہ دنیوی عذاب میں گندم کے ساتھ گھن بھی پس جایا کرتا ہے۔ البتہ اُخروی اعتبار سے معاملہ انفرادی ہے۔ اگر دوسرے راہ راست پر نہیں آتے تو ہر شخص خود کو راہ راست پر رکھنے کی بھرپور کوشش کرے تا کہ ابدی زندگی میں تو فوز وفلاح کا مستحق ٹھہرے۔ وما علینا الا البلاغ!

vehicle, tried to trespass into the restricted area of Kahuta.

The Interior Ministry spokesman was not available to offer any comment on suspected spying of the country's nuclear programme by Americans or to explain why the Interior Ministry issued a NOC to the Americans for the import of explosive material without getting clearance from security agencies. The Interior Ministry spokesman, Rashid Mazari, never returns any call from The News. He was contacted by different staffers of The News Investigative Wing during recent weeks but he never responded.

The US embassy spokesman, however, when contacted denied that the US personnel involved in the police training activities at the Sihala Police College were involved in spying of the Khan Research Laboratories. He also denied the installation of monitoring and bugging devices there and explained that the ATAP officials were imparting training to the Pakistan police with the permission of the Government of Pakistan. When further probed, he said, "I don't know where your story is going." He added, "The key point that I emphasize here is that all things are being done with the (permission of) Government of Pakistan". When asked about the suspected installation of radiation detection devices there, he said, "I am not aware of any radiation detection devices there. There must be some bomb detection equipment for the Pakistani police."

At one point, he asked The News correspondent, "Do you seriously think that the Government of Pakistan is going to allow us to install radiation detection devices there? Of course not, so I hope that I am not going to read tomorrow that you are going to write." He added that the Government of Pakistan was intimately involved and suggested The News to speak to the official spokesman of the Interior Ministry.

When asked about the reported trespassing of American officials and diplomats, he said he was neither aware of it nor had heard anything about it. He explained that the Pakistani diplomats in the US could travel anywhere without any restriction. On the contrary, the United States diplomats have to inform the Government of Pakistan when they desire to travel outstation. "Your diplomats don't have to do this."

Meanwhile, the US embassy expressed disappointment at media reports claiming that the Sihala law-enforcement training facility was being used to train foreigners on Pakistani soil. "The report was factually incorrect and mischievous. The 512 Pakistani police officials who have trained at Sihala could easily set the record straight," the embassy clarified in a statement. It said the US, since 2003, had helped train federal and provincial police officials in a variety of counter-terrorism measures at Sihala. The embassy stated the Pakistan government had proposed using the Sihala training facility, adding there was no "monitoring" equipment located at the facility. It said that the administration of the Punjab Police College has repeatedly visited the facility, and added that the current commandant has complete, unrestricted access to the facility and all the personnel trained at the facility are Pakistani law enforcement personnel and no foreigners are trained there. (*Courtesy: The News*)

اطلاع برائے قارئین

ہفت روزہ "ندائے خلافت" کے کارکنان آئندہ ہفتے تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں مصروف ہوں گے۔ لہٰذا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ (ادارہ)

النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ایکسرے، ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی جدید اقسام کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S، ایکو کارڈیوگرافی اور Lungs Function Tests کی سہولیات

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیر نگرانی تصدیق شدہ ادارہ ISO 9001:2000

خصوصی پیشکش

الٹراساؤنڈ (پیٹ)، Lungs Function Tests، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/2500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph:5163924, 5170077 Fax:5162185

Mob:0300-8400944, 0301-8413933 E-mail:info@alnasarlab.com

US EMBASSY REJECTS MISUSE OF SIHALA COLLEGE FACILITY

By Ansar Abbasi & Shakeel Anjum

Pakistani authorities suspect that Americans involved in training of the Punjab Police at the Sihala Police College may have been involved in espionage near the Kahuta nuclear site located close by. However, US diplomats strongly deny this.

A credible government source said at least one Pakistani security agency has clearly indicated in its report submitted to the government that the Americans might have installed radiation detection devices at their Anti-Terrorism Assistance Programme (ATAP) camp situated in the college to monitor activities in the Kahuta nuclear site. “Concerned authorities may be asked for a joint survey of the ATAP Camp by incorporating technical experts to assess if any interception equipment to detect radioactive rays has been installed or not,” the report said.

The report also revealed that following US pressure, the Ministry of Interior vide its letter number 1/41/2003-Police dated June 29 also granted a no objection certificate (NOC) for import of explosive material by the office of the ATAP. Like the case of Inter-Risk, now banned, the Interior Ministry issued the NOC for the import of explosives without getting any security clearance from the intelligence agencies.

Interestingly, initially the Interior Ministry decided to issue the NOC but it was subject to clearance by two intelligence agencies — the ISI and the IB — which sought clarification about the quantity and type of explosive and detail of courses. Consequently, the Sihala College administration was approached, which sought details from the ATAP camp. But instead of providing the details, Robert A Clark and Bob of the ATAP Camp contacted the US embassy, which used its influence and managed to get the NOC bypassing the rules.

The ATAP base camp is located just nine kilometres away from the Khan Research Laboratories (KRL) and housed within the premises of the Sihala College but even the commandant of the college is not allowed to go there. Of late, the US embassy wanted additional space apparently for training purposes but the Punjab government refused to oblige the Americans.

Top authorities in the Punjab government also confirmed to The News that US Ambassador Anne Patterson not only personally met Chief Minister Punjab Shahbaz Sharif but also wrote to him requesting for additional space at the Sihala College. They offered additional training to the Punjab Police in the field of firearms and raids. “But we politely refused to offer any additional space,” the source confided to The News, admitting that serious questions are being raised about the presence and conduct of US trainers already present at the Sihala College. A senior spokesman for the Punjab, when approached, confirmed this.

Interestingly, in the last several months no training course for the police officials has been conducted by the ATAP at the college, but American’s presence is well pronounced. **Commander of the police academy Nasir Khan Durrani also formally wrote to the top authorities in the Punjab to express his concerns over the activities of the ATAP officials.**

Sources also said that US embassy officials were also found visiting the camp quite regularly. They revealed that **two Americans working at the Sihala ATAP Camp along with four other Americans of the US embassy were intercepted near Kahuta in July 2009 by security officials of the KRL.** They were detained for 2-3 hours as they could not satisfy the KRL security personnel regarding their visit to the sensitive region. However, a retired assistant director of the FIA, working with Americans at the ATAP Camp, was sent to take them back who, introducing himself as an FIA officer, freed the Americans and took them back to the camp. The sources disclosed that those Americans along with Pakistani staff riding on 4x4

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

Sweetened WITH ASPARTAME

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion

M-1000/DMU/04-08